طریقۂ تعلیم اُردو

ممبئی

لاہور ڈویژن

سلسلہ ہدایات برائے مدرسین

نمبر ۱

طریقۂ تعلیم اُردو

از

ایس۔ ایم شاہ ولی یمینی بی۔ اے (آنرز)

ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس گوجرانوالہ

شیخ محمد اشرف تاجر کتب کشمیری بازار۔ لاہور

بارِ اوّل | سنہ ۱۹۴۰ء | تعداد ۲۰۰۰

(جملہ حقوق بحق مؤلف محفوظ)

باہتمام ملک محمد عارف پرنٹر دین محمدی پریس لاہور سے طبع کرا کر شیخ محمد اشرف تاجر کتب بازار کشمیری لاہور سے شائع کیا

کتاب خانہ ... محمود جھنڈیر
میلسی (پاکستان)
نمبر شمار ....
کتاب نمبر ....
MASOOD FAISAL JHANDIR LIBRARY
Acc No. 045875
★ MAILSI ★

فہرستِ مضامین

تقریب

تعارف

ا۔ زبان کی ضرورت۔ زبان اُردو کی اہمیّت۔ اُردو پڑھانے کے مقاصد

ب۔ پڑھنا (۱) پڑھنے کا عمل

(۲) مبتدیوں کو پڑھنا سکھانے کے طریقے۔ طریق تہجّی۔ صوت۔ بین دگو۔ فقرات کا طریقہ۔ حروفِ تہجّی کی اہمیت۔ طریق تہجی کی فوقیّت۔ مرکب طریقہ۔ چارٹ۔ گروپ سِسٹم۔

TECHNICAL SUPPORT BY
CHUGHTAI
PUBLIC LIBRARY

(۳) نثر پڑھنا۔ خوشخوانی۔ مدرس کی تیاری۔ مدرس کا نمونہ۔ تلفّظ۔ لُغت کا استعمال۔ اجتماعی پڑھنا۔ انفرادی پڑھنا۔ تختہ سیاہ کا استعمال۔ پڑھنے میں خامی کے اسباب اور اُن کا تدارک۔

(۴) نظم خوانی اور بچوں میں ذوقِ سلیم پیدا کرنا

(۵) زائد مطالعہ۔ لائبریری۔ خاموش مطالعہ۔ کتابوں کا انتخاب۔ ریڈنگ روم

ج۔ لکھنا خوشخطی۔ سامان۔ طرزِ نشست۔ قلم پکڑنے کا طریقہ۔ لکھنے کا طریقہ۔ اُستاد کا نمونہ۔ نقل نویسی۔ املانویسی۔ اِصلاح

د۔ اِنشاپردازی۔ بولنا۔ ذخیرۂ الفاظ۔ تقریری مشق۔ گفتگو۔ کہانی۔ تقریر۔ تحریری مشق مضمون نویسی۔ خطوط نویسی۔ مضمون نویسی کی کاپیاں۔ اِصلاح

ہ۔ گرامر

و۔ ضمیمہ ادبی کھیل

تقریب

طریقۂ تعلیم اُردو سے متعلق مفید معلومات کا یہ مجموعہ عالی جناب شیخ محمد شریف صاحب ایم اے انسپکٹر مدارس قسمت لاہور کے ارشادِ گرامی کی تعمیل میں مرتّب کیا گیا ہے۔ اُمّید ہے شرفِ قبولیت حاصل کرے گا۔

تیری رحمت سے الٰہی پائیں یہ رنگِ قبول
پھول کچھ میں نے چُنے ہیں اُنکے دامن کیلئے

یمینی

گوجرانوالہ
یکم مارچ ۱۹۴۰ء

کتاب خانہ مسعود جھنڈیر
ملسی (پاکستان)
نمبر شمار ....
کتاب نمبر ....

تعارُف

اِس حقیقت سے کسی کو انکار نہیں ہو سکتا۔ کہ قومی فلاح و بہبود کا اِنحصار بچوں کی تعلیم و تدریس پر ہے۔ اور بچّوں کی تعلیم و تربیت کا دار و مدار مدرّسین پر۔ لہٰذا مدرسین کا فرضِ اوّلین یہ ہے۔ کہ وہ آئے دِن کے نئے تعلیمی تجربات سے واقفیت حاصل کرنے کے لئے تعلیمی کتب و رسائل کا مطالعہ کیا کریں۔ امریکہ اور یورپ کے ممالک میں مدرسین کو تعلیمی مسائل کے متعلق تازہ ترین معلومات بہم پہنچانے کے لئے وقتاً فوقتاً کتبِ ہدایات شائع کی جاتی ہیں۔ ہمارے ملک میں اس طرف ابھی بہت کم توجہ دی گئی ہے۔ اور اُردو زبان میں تو ایسی کتابوں کی بڑی کمی ہے۔ جن کے مطالعہ سے اُستاد صاحبان اپنی واقفیت میں اضافہ کر سکیں۔

پچھلے سال لاہور ڈویژن کے ڈسٹرکٹ انسپکٹر صاحبان کی کانفرنس میں اس امر پہ خاص طور پر زور دیا گیا تھا۔ کہ مختلف مضامین پر چھوٹے چھوٹے پمفلٹ شائع کئے جائیں۔ تاکہ مُدرّسین طریقہِ تعلیم کے متعلق

تازہ ترین معلومات حاصل کر سکیں۔ اِس تجویز کے پیش نظر ہدایات کا یہ سلسلہ شروع کیا گیا ہے۔ "طریقہ تعلیم اُردو" اِس سلسلے کی پہلی کڑی ہے۔ اِس اہم کام کے لئے یمینی صاحب ایسے ادیب کو منتخب کیا گیا۔ اور در حقیقت اس کے لئے وُہی سب سے زیادہ موزون تھے۔

اِس مختصر سی کتاب میں تعلیم اُردو کے مختلف پہلوؤں پر بحث کی گئی ہے۔ اِس میں طریقہ تعلیم کے متعلّق جو عملی تجاویز پیش کی گئی ہیں۔ وُہ محض اشارات ہیں۔ مقصد صرف یہ ہے۔ کہ تعلیم میں دلچسپی لینے والے اصحاب اِس طرف توجہ دیں۔ اور زبانِ اُردو کی تدریس کے مختلف طریقوں کا تجربہ کریں۔ اور اگر کوئی نئی چیز اُن کے ذہن میں آئے۔ تو تعلیمی دنیا کو اس سے رُوشناس کر دیں۔

کتاب کے اخیر میں چند ادبی کھیل بغرضِ افادۂ مدرسین شامل کر دئے گئے ہیں۔

اُمّید ہے یہ کتاب مدرسین کے لئے نہایت مفید ثابت ہوگی۔

لاہور
یکم مارچ ۱۹۴۰ء

ایس۔ ایم۔ شریف

طریقۂ تعلیمِ اُردو

زبان کی ضرورت

اِنسان اشرف المخلوقات ہے۔ خدا نے اسے قوّتِ متخیّلہ عطا کی ہے چونکہ عالمِ حیوانات میں انسان معاشرتی حیثیت رکھتا ہے۔ اِس لئے اِسے دُوسروں کے سامنے اپنے خیالات کا اظہار کرنا پڑتا ہے۔ اِظہارِ خیال کا بہترین ذریعہ الفاظ ہیں۔ الفاظ کو ادا کرنے کے لئے قدرت نے اِنسان کو قوتِ گویائی عطا کی ہے۔ یہی ایک ایسی طاقت ہے۔ جو انسان کو دوسرے حیوانوں سے ممتاز بناتی ہے۔ اور یہی ایک ایسا وصف ہے جس نے انسان کو اشرف المخلوقات ہونے کا دعویدار بنا دیا۔ گویائی انسان کی امتیازی خصوصیت ہے۔ ہر ایک لفظ کسی نہ کسی خیال کے اظہار کا ذریعہ ہے۔ الفاظ کا اِستعمال سیکھنے اور مشق کرنے کے بغیر نہیں آسکتا۔ ٹوٹے پھوٹے الفاظ میں اظہارِ مطلب کر لینا اور بات ہے۔ لیکن اپنے خیالات کو

موزوں الفاظ میں بہترین طریق سے ادا کرنا اُس وقت تک ممکن نہیں جب تک اِنسان زبان پر قادر نہ ہو۔

زبانِ اُردو کی اہمیّت

یہ امر مسلمہ ہے۔ کہ علم کے مختلف شعبوں کی تعلیم حاصل کرنے کے لئے زبان کے سمجھنے اور استعمال کرنے کی قابلیت ضروری ہے۔ ہمارے سکولوں میں جہاں بچوں کو تعلیم دی جاتی ہے۔ مختلف مضامین کے متعلق خیالات کا اظہار اُردو زبان میں کیا جاتا ہے۔ نصابِ تعلیم میں اس کو اہم ترین حیثیت حاصل ہے۔ جب تک بچہ زبان کے متعلق پوری واقفیت حاصل نہیں کرتا۔ وہ پڑھنے لکھنے۔ تقریر اور خط وکتابت میں قابلیت اور مہارت پیدا نہیں کرسکتا۔ بچوں کے لئے اُردو زبان کا جاننا اِس لئے بھی نہایت ضروری ہے۔ کہ

(۱) یہ ملک کی دیسی زبان ہے

(۲) عدالتوں میں ذریعۂ تحریر اُردو ہے

(۳) اُردو زبان کا مطالعہ غیر زبان کے سیکھنے میں ممدّ ہوتا ہے

(۴) جب تک کوئی طالب علم اپنے ملک کی زبان کی خوبیوں اور نظم و نثر کی دلآویزیوں سے واقف نہ ہو۔ وہ کسی غیر زبان کی فصاحت و بلاغت کا اندازہ

نہیں لگا سکتا۔

اُردو پڑھانے کے مقاصد

بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں۔ کہ مقررہ نصاب کی کتابیں ختم کرادینا زبان پڑھانے کا مقصد ہے۔ یہ خیال غلط ہے اور گمراہ کُن۔ زبان کے متعلق موزوں تربیت میں حسبِ ذیل امُور شامل ہیں:۔

بچے کو اچھی اَور پسندیدہ تقریر کے قابل بنانا۔ اس کا لب ولہجہ درست کرنا طرزِ بیان اَور تلفّظ کی اصلاح کرنا۔

حکومت پنجاب کی مقرر کردہ نظرِ ثانی نصاب کمیٹی کی سفارشات کے مطابق پرائمری کورس کے اختتام پر زبان کی تعلیم کے سلسلے میں مندرجۂ ذیل مقاصد حاصل ہونے چاہئیں:۔

(۱) طالب علم اپنے گرد و پیش کی چیزوں۔ اشخاص و واقعات کے متعلق نہایت آسانی اَور طبعی روانی کے ساتھ گفتگو کر سکے۔ اَور روزمرّہ کی دلچسپی رکھنے والے سادہ موضوعات کے متعلق نہایت صفائی اَور ربط کے ساتھ اظہارِ خیال کر سکے۔

(۲) طالب علم قابلِ فہم اَور دلچسپ مضامین کا خاموش مطالعہ کر سکے

(۳) طالب علم بلند آواز سے نظم اور نثر واضح طور پر دلچسپ طریق سے ادا کر سکے

(۴) طالب علم سادہ مضامین اور خطوط خوشخط۔ صحیح اور جلد لکھ سکے

پڑھنا

پڑھنے کا عمل

جب ہم پڑھتے ہیں۔ تو الفاظ کے نقش آنکھ کے پردۂ بصارت پر اثر کرتے ہیں۔ پھر اِس پردے سے اعصاب کے ذریعے دماغ کے مقامِ باصرہ میں تحریک ہوتی ہے۔ اس تحریک سے الفاظ کی شکلوں اَور معانی میں باہم لگاؤ پیدا ہوتا ہے۔ اس لگاؤ کی وجہ سے پیغام مرکزِ بصارت سے مرکزِ گفتار تک پہنچتے ہیں۔ جس سے نطق۔ زبان اَور لب سے تعلق رکھنے والے اعضا کو حرکت ہوتی ہے۔ اَور الفاظ یا فِقرے بلند یا خاموش صورت میں پیدا ہو جاتے ہیں۔ اَور یہ سارا کام اسقدر تیزی سے ہوتا ہے۔ کہ لفظ پر نگاہ کا پڑنا اَور اُس کا مُنہ سے بولا جانا دونوں عمل ساتھ ساتھ ہوتے ہُوئے نظر آتے ہیں جب لڑکا پہلے پہل پڑھنا سیکھنے لگتا ہے۔ اَور کوئی نیا لفظ اُس کے سامنے آجاتا ہے۔ جس سے وُہ آشنا نہیں ہوتا۔ تو مرکزِ بصارت اَور مرکزِ گفتار میں تعلّق پیدا نہیں ہوتا۔ جب اُستاد وہ لفظ پڑھتا ہے۔ تو

آواز لڑکے کے کان میں جاتی ہے۔ اور دماغ کے مرکزِ بصارت اور مرکزِ سماعت میں تعلق پیدا ہو جاتا ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ جب لڑکا پھر اسی لفظ پر نگاہ ڈالتا ہے۔ تو اس لفظ کی آواز بھی دماغ میں محسوس کرتا ہے۔ خواہ اس کا مطلب وہ سمجھا ہو یا نہ۔

پڑھنے میں سطر پر سے گزرتے وقت آنکھ تیزی سے حرکت کرتی ہے یہ حرکت مسلسل نہیں ہوتی۔ بلکہ آنکھ کو درمیان میں کہیں کہیں ٹھہرنا پڑتا ہے۔ اِس وقفہ کی مقدار ایک تو مضمون کے آسان یا مشکل ہونے پر منحصر ہے۔ دُوسرے الفاظ کی شناخت کی قوّت پر۔ اِس لئے یہ ضروری ہے کہ مطالعہ میں صرف آنکھ کا استعمال کیا جائے۔ چونکہ بچہ پہلے پہل سُننے اور بولنے کے ذریعے زبان سمجھنے لگتا ہے۔ اِس لئے شروع میں بلند آواز سے پڑھنے کی مشق کرانا ضروری ہے۔

مُبتدیوں کو پڑھنا سکھانے کے طریقے

طریقۂ تعلیم درحقیقت مدّرس کا دوسرا نام ہے۔ اگر مدرس ہوشیار سمجھدار اور نیک نیّتی سے کام کرنے والا ہے۔ تو ہر ایک طریقۂ تعلیم کے ذریعے اچھے نتائج پیدا کرے گا۔ نالائق اور بدنیّت مدّرس اچھے سے

اچھے طریقے سے بھی کامیاب نہیں ہو سکتا۔ مبتدیوں کو اُردو پڑھنا سکھانے کے کئی طریقے سکولوں میں رائج ہیں۔

طریقِ ہجّی

اِس میں کُل لفظ کے حروف کا نام لے کر اس کا تلفّظ کر دیتے ہیں۔ لفظ کی آواز اور اس آواز کے اجزا کی متقررہ شکلوں میں تعلّق پیدا کیا جاتا ہے۔ جوں جوں بچہ حروف سیکھ کر اُن سے لفظ بنانے کا طریقہ سمجھ لیتا ہے اُس میں الفاظ پڑھنے کی قابلیت پیدا ہو جاتی ہے۔ اور پھر وہ آہستہ آہستہ جُملے خود ہی پڑھنا شروع کر دیتا ہے۔ یہ طریق ایسا سادہ ہے۔ کہ ایک ناتجربہ کار مدرس بھی استعمال کر سکتا ہے۔ اور سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ پڑھنا اور ہجے کرنا دونوں ساتھ ساتھ آ جاتے ہیں۔

طریق الصّوت

اِس میں حروف کے نام بتانے کی بجائے ان کی آوازیں ذہن نشین کی جاتی ہیں۔

طریقِ بین و گو

اِس میں الفاظ کے ہجے کر کے نہیں پڑھاتے۔ بلکہ لفظ کو بہ ہیئت مجموعی

دکھا کر اس کا تلفّظ سکھا دیتے ہیں۔ الفاظ پڑھنے کے اثنا ہیں حروف بھی سکھائے جاتے ہیں۔

فِقرات کا طریقہ

تین یا چار الفاظ سے بنا ہُوا با معنی جُملہ پیش کیا جاتا ہے۔ جو بچّوں کیلئے دلچسپی کا باعث ہوتا ہے۔ یہ درحقیقت ہین وگو کی اصلاح شدہ صورت ہے۔

حُروفِ تہجّی کی اہمیّت

مبتدیوں کو پڑھنا سکھانے کے یہ طریقے مکمل نہیں۔ ہر ایک میں خوبیاں بھی ہیں۔ اور نقائص بھی موجود ہیں۔ لیکن اس حقیقت سے کسی کو انکار نہیں ہو سکتا۔ کہ کوئی سا طریق بھی استعمال کیا جائے۔ حروفِ تہجّی کی شناخت اور اُن کا استعمال لازمی طور پر سکھانا پڑتا ہے۔ اس کی ایک بڑی وجہ یہ ہے۔ کہ اُردو رسم الخط کی بنیاد حروفِ تہجی پر ہے۔ یہ حروف درحقیقت ایک قسم کا شارٹ ہینڈ ہیں۔ وضعِ حروف کی تاریخ نہایت دلچسپ ہے مگر کہیں سے دستیاب نہیں ہو سکی۔ صرف چند حروف کا سراغ مِل سکا۔ زمانۂ قدیم میں اہلِ مصر اظہارِ خیال کے لئے تصویر نویسی سے کام لیتے تھے۔

جب روزانہ خط و کتابت میں مکمل تصاویر کا بنانا مشکل اَور دقّت طلب ہوگیا تو اس کا حصہ دکھانے لگے۔ اِن حصّوں نے آہستہ آہستہ حروف کی شکل اختیار کرلی۔

الف ۔ عبرانی میں اس کی شکل یہ ہے (٦) یہ ایک بیل کے سینگ ہیں۔ عبرانی میں بیل کو الف کہتے ہیں۔ ان کے ہاں مذہبی قربانیوں کا بہت رواج تھا۔ اس لئے انہیں بیل کی شکل اکثر بنانی پڑتی تھی۔ چونکہ مکمل شکل بنانا مشکل تھا۔ اِس لئے صرف سینگوں کو کافی سمجھ لیا گیا۔ کثرتِ استعمال سے یہی شکل (ہوگئی۔ جو عربی میں ا میں تبدیل ہوگئی۔

ب ۔ بے۔ عبرانی میں اس کا نام بَت ہے۔ جس کے معنی گھر کے ہیں اس کے نیچے نقطہ نہیں ہُوا کرتا تھا۔ عربی بیت اسی بت سے نکلا ہے۔

ج ۔ عبرانی تصویر نویسی میں یہ نقش اُونٹ کا سر اَور گردن ظاہر کرنے کے لئے تھا۔ اَور وُہ اسے جمل کہتے تھے۔ عربی میں اُونٹ کو جمل کہتے ہیں۔ ح

د ۔ اِس حرف کی شکل مصری تصویر نویسی میں انسانی ہاتھ سے ظاہر کی جاتی تھی۔ عبرانی میں اس کی یہ △ شکل ہوگئی۔ اس کی شکل دروازے

کے محراب سے ملتی ہے۔ عبرانی میں اسے دالت بمعنی دروازہ کہتے تھے۔ یونانیوں نے اسے △ اس طرح بنا لیا۔ اور اس کا نام ڈیلٹا رکھ دیا۔ عربوں نے اس مثلّث کا بایاں ضلع اُڑا کر د بنا دیا۔ اور دال کا نام دے دیا۔

س ۔ مصری تصویر نویسی میں اس کی شکل یہ تھی بعد میں یوں ہو گئی 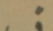 ۔ پھر اس طرح ہو گئی ۔عبرانی میں اس طرح بنی ۔ حقیقت میں یہ کنوَل کی تصویر تھی۔ جسے قدیم مصری زبان میں سن کہتے تھے۔ اور یہ پانی کے دیوتا کا مخصوص نشان تھا۔ عرب لوگ اسے سین کہنے لگے۔

ک ۔ عبرانی میں کاف ہاتھ کی ہتھیلی کو کہتے ہیں۔ اسی سے فارسی کف نکلا ہے۔ عبرانی میں اس کی یہ شکل تھی ۔ عربوں نے ک بنا لیا

ل ۔ مصری تصویر نویسی میں اس کی شکل لما پھر L ۔ عبرانی میں لا ۔ عربی میں ل ہے۔ عبرانی میں اس کا تلفّظ لَمَد ہے۔ جس کے معنی ہیں بیلوں کو ہانکنے کے لئے لوہے کی نکیلی سلاخ ۔ آنکس۔

م ۔ عبرانی میں اس کی شکل تھی۔ اور یہ پانی کی علامت تھی۔ اس کا

تلفّظ مم تھا۔ جس کے معنی پانی کے ہیں۔ عربوں نے اِسے میم بنا لیا۔ لفظ ما غالباً اِسی سے نکلا ہے۔

ن۔ عبرانی میں اس طرح لکھا جاتا تھا۔ اور نُون بولا جاتا تھا نُون عبرانی میں مچھلی کو کہتے ہیں۔ عربوں نے اِس طرح 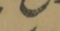 بنا لیا مچھلی کو عربی میں بھی نُون ہی کہتے ہیں۔

اِن امُور کا مطالعہ کرنے کے بعد ہر ایک صحیح الدماغ شخص اس نتیجے پر پہنچیگا۔ کہ اُردو پڑھنا سکھانے کے لئے کوئی طریقہ استعمال کیا جائے۔ حروفِ تہجّی سے واقفیت دلانا نہایت ضروری ہے۔

طریق تہجّی کی فوقیّت

طریقِ تہجّی سب سے پرانا طریق ہے۔ جو تمام سکولوں میں عام طور پر رائج ہے۔ اِس حقیقت سے کوئی شخص انکار نہیں کرسکتا۔ کہ بچّوں میں ناخواندہ اور نئے الفاظ کے پڑھنے کا ملکہ اسی طریق سے پیدا ہوتا ہے صحیح املا لکھنے کی قابلیت اسی سے حاصل ہوتی ہے۔ چونکہ اجزا سے واقفیت ہوتی ہے۔ اور اجزا سے کُل بنا لیتے ہیں۔ اس لئے الفاظ کو رٹنا نہیں پڑتا بچّے ہم آواز حروف سے واقِف ہوتے ہیں۔ اس لئے تلفّظ صحیح اور درست

ہوتا ہے۔ بچّوں کو مشکلات کا سامنا کرنے کی عادت ہو جاتی ہے۔ کیونکہ مشکل حصّے یعنی اجزا سے شروع کرتے ہیں۔ اور جب بچے اس پر عبور حاصل کر لیتے ہیں۔ تو ان میں خود اعتمادی پیدا ہو جاتی ہے۔

نئے طریقہ ہائے تعلیم کے دلدادہ اِس طریق پر چند اعتراض کرتے ہیں:۔

(۱) بچّوں کے لئے دلچسپ نہیں۔ ایسی چیزوں سے ابتدا کی جاتی ہے۔ جو بچے کے لئے مہمل ہیں۔ اور مہمل چیز کا یاد کرنا اور رکھنا مشکل ہے۔ لیکن وہ اِس بات کا خیال نہیں کرتے۔ کہ بچّوں کے دماغ اِسقدر جاذب ہوتے ہیں۔ کہ وہ انگریزی جیسی بے قاعدہ اور غیر مانوس زبان کے الفاظ کو کامیابی کے ساتھ رٹ لیتے ہیں۔ حالانکہ انگریزی الفاظ کے تلفّظ اور ہجے بیحد پیچیدہ اور مشکل ہیں۔

(۲) روانی کم ہوتی ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں۔ کہ ابتدا میں روانی کم ہوتی ہے۔ لیکن جب اجزا اور اُن کو ملانے کی واقفیت ہو جاتی ہے تو رفتار بہت تیز ہو جاتی ہے۔ اور تھوڑے ہی عرصہ میں طلبہ الفاظ پڑھنا سیکھ لیتے ہیں۔

(۳) یہ طریق قدرتی نہیں۔ یہ درست ہے۔ لیکن اس کے مقابلے میں

جو نئے طریقے پیش کئے گئے ہیں۔ وہ بھی نقائص سے خالی نہیں۔ مثلاً طریق الصّوت کے حامی اِس اعتراض کا کوئی جواب نہیں دے سکتے۔ کہ تقریباً ہم آواز حروف ذ ز ض ظ ۔ ث س ص ۔ ت ط وغیرہ کی آوازوں میں تمیز کِس طرح سکھائی جائے گی۔ جب تک حروف کے نام نہ بتائے جائیں مقصد حل نہیں ہوتا۔ یہی وجہ ہے۔ کہ جن بچوں کو طریق الصَّوت سے تعلیم دی جاتی ہے۔ وہ املا میں کمزور ہوتے ہیں۔ حروف کے نام سکھانا لازمی ہو جاتا ہے۔ اس کے بغیر بچے لُغت کا استعمال نہیں کر سکتے۔ نہ ہی ردیف وار فہرستوں کا مطالعہ کر سکتے ہیں۔ اور جب حروف کے نام بتائے بغیر گذارہ نہیں۔ تو پھر کیوں شروع ہی میں نہیں سکھا دئے جاتے۔

روانی کی کمی اِس طریق میں بھی ایسی ہی ہوتی ہے۔ جیسی تہجّی میں۔ جن بچوں کو طریق بین وگو سے تعلیم دی جاتی ہے۔ وہ صرف پڑھے ہُوئے الفاظ ہی پڑھ سکتے ہیں۔ نئے الفاظ نہیں پڑھ سکتے۔ چونکہ الفاظ کی تجزّی نہیں کرائی جاتی۔ اِس لئے بچے اِملا نویسی میں بھی کمزور ہوتے ہیں۔ وُہ عام طور پر الفاظ کو رٹ کر یاد کر لیتے ہیں۔ اور اگر کوئی لڑکا ایک دو دِن سکول نہ آئے۔ تو پچھلا پڑھا ہُوا سبق بھول جاتا ہے۔ جب تک بچے کرنا

نہ سِکھایا جائے۔ یہ طریقہ ادھورا اَور نامکمل ہَے۔ کیونکہ ایسا نہ کرنے سے بچے آیندہ نئے الفاظ کو خود بخود شناخت کر کے نہیں پڑھ سکتے۔ اَور نہ ہی صحیح طور پر اِملا لکھ سکتے ہیں۔ درست پڑھنا سیکھنے اَور املا لکھنے کے لئے ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ حروفِ تہجّی کے نام۔ ان کی مختلف حرکات اَور حروفِ علّت کی مدد سے اُن کو ملانا یعنی ہجے کرنا سِکھایا جائے۔

مرکّب طریقہ

اِس لئے مناسب یہی معلوم ہوتا ہَے۔ کہ طریقِ تہجّی کے ذریعے مبتدیوں کو تعلیم دی جائے۔ لیکن چونکہ حروف بچّوں کے لئے غیرمانوس ہیں اِسلئے اِس نقص کو رفع کرنے کی کوشش کی جائے۔ اَور اس طریق کو دِلچسپ بنایا جائے۔ اس کا ایک آسان طریقہ یہ ہے۔ کہ طریقِ تہجّی اَور بین وگو کو ملادیا جائے۔ اَور اِس مرکّب طریقے سے پڑھنا سِکھایا جائے حروفِ ابجد الگ سکھانے کی بجائے ایسے الفاظ میں سِکھائے جائیں جہاں حروف اپنی انفرادی اَور اصلی حالت میں آتے ہیں۔ مثلاً رب دن۔ اس۔ دم وغیرہ

پہلے دو تین الفاظ طرِیق بین دگو سے پڑھا دئے جائیں۔ تاکہ فقرے

بنانے میں آسانی ہو۔ مثلاً یہ - ہے - کر وغیرہ - ہر ایک سبق میں پہلے حروف کے رسمی نام بتائے جائیں - پھر ایسے الفاظ پیش کئے جائیں - جو ان حروف سے مل کر بنیں - اور سبق کے اخیر میں جو فقرات آئیں - وہ طریقِ بین و گو سے پڑھائے جائیں - مثلاً

(۱)	یہ - ہے - کر	بطریق بین وگو
(۲)	د و ہ	حروف کے رسمی نام
	دو وہ	الفاظ
	وہ دو - یہ دو وہ ہے - یہ ہے وہ کر - یہ کر	فقرات بطریق بین وگو

وہ حروف جو ایسے عام فہم الفاظ میں نہیں آتے - جو علیحدہ علیحدہ حروف سے مل کر بنے ہوں - مثلاً ش - ص - ع وغیرہ اُن کو اخیر پر بلاامدادِ الفاظ پڑھایا جاسکتا ہے - یا دو حرفی - سہ حرفی مرکبات میں ملا کر بتا دیا جائے اس وقت تک طلبہ پچیس تیس حروف سیکھ چکے ہوں گے - اور پچاس ساٹھ فقرے پڑھ چکے ہونگے - ان حروف کا سمجھنا ان کے لئے مشکل نہ

ہو گا۔ تمام حروف پڑھانے کے بعد ابجد کے لحاظ سے ان کی ترتیب بتا دی جائے۔

اِس طریق سے ایک فائدہ یہ ہو گا۔ کہ بچوں کے دماغ بے معنی مرکبات سے پریشان نہ ہونگے۔ جن الفاظ کی تجزّی وہ کر سکیں گے۔ اُن کو بین و گو سے بھی ساتھ ساتھ پڑھایا جائے گا۔ اور فقرات تو سب کے سب بین و گو سے ہی پڑھائے جائیں گے۔ تاکہ روانی میں فرق نہ آئے۔

چارٹ

چھوٹے بچّوں کی تعلیم کو دلچسپ بنانے کے لئے مدرس کو مختلف طریقے اختیار کرنے چاہئیں۔ اور مناسب موقعوں پر تعلیم دینے کے مختلف اصول استعمال کرنے چاہئیں۔ مثلاً پڑھنا سکھانے کے لئے گتے کے حروف یا حروف کے تاش بنا لئے جائیں تصاویر کے ذریعے حروف اور الفاظ کا تصوّر دِلایا جا سکتا ہے۔ حروف اور الفاظ کی شناخت کی مشق کرانے کے لئے مدرّس کو خود بھی چارٹ تیار کرنے چاہئیں۔ تاکہ بچّے آسانی سے پڑھنا سیکھ جائیں۔ اگر مدرّس اپنے دماغ سے کام لے کر نئے چارٹ تیار نہیں کر سکتا۔ تو کم از کم اِن اسباق کی مدد سے جو بچے پڑھتے ہیں۔ الفاظ کی ترتیب

بدل کر نئے فقرے ضرور بنا سکتا ہے۔ ایسے فقرے چارٹ کی صورت میں لکھے جا سکتے ہیں۔ اگر مضمون کے مطابق تصاویر مل جائیں۔ تو وہ بھی لگا دی جائیں۔ ایسے چارٹ ایک تو کمرے کی زیبائش کا سبب ہونگے دوسرے بچوں کے لئے اسباق کو دلچسپ بنا دیں گے۔ چارٹ موٹے کاغذ پر خوشخط لکھکر گتے پر چسپاں کر لینے چاہئیں۔ یا کپڑے پر لگا کر چفتیاں لگا لینی چاہئیں۔ اکثر دیکھا گیا ہے۔ کہ مدرسین چارٹ تو بنا لیتے ہیں۔ مگر انہیں موزوں موقعوں پر باقاعدگی سے استعمال نہیں کرتے بعض استاد رسمی طور پر ایسے چارٹ تیار کر لیتے ہیں۔ جن کا مناسب استعمال اُن کے طریقہ تعلیم میں نہیں ہو سکتا۔ ایسا کرنا محض وقت اور محنت کا ضائع کرنا ہے۔

گروپ سسٹم

ادنیٰ جماعت میں سبقوں کے لحاظ سے جماعت کو مختلف گروپوں میں تقسیم کر دینا بہت مفید ہوتا ہے۔ بچے گروپوں میں بیٹھ کر اپنا اپنا سبق یاد کر سکتے ہیں۔ کمزور لڑکے ہوشیار سے مدد لے سکتے ہیں۔

محکمہ کی ہدایات کے مطابق اسباق کے لحاظ سے پہلی جماعت کے زیادہ

سے زیادہ تین گروپ بنائے جائیں۔ اس جماعت میں داخلہ اپریل مئی اور اکتوبر نومبر میں ہوتا ہے۔ اکتوبر نومبر سال گذشتہ۔ اپریل مئی سالِ حال اور اکتوبر نومبر سالِ حال کے داخلے سے تین گروپ خود بخود بن جاتے ہیں۔

بڑی جماعتوں میں بھی جماعت کو مختلف گروپوں میں تقسیم کر لینا چاہیئے ہر ایک گروپ میں ایک ہی قابلیّت کے لڑکے نہ ہوں۔ بلکہ ہر قسم کی مختلف قابلیتوں کے ایک ایک دو دو لڑکے موجود ہوں۔ جماعت کے ہوشیار لڑکے اِن گروپوں کے لیڈر بنا دئے جائیں۔ اس طرح گروپوں میں مقابلے کا جوش پیدا ہو جائے گا۔ ہوشیار لڑکے اپنے اپنے گروپ کے کمزور لڑکوں کی امداد کریں گے۔ اَور ہر ایک کی یہ کوشش ہو گی۔ کہ اس کا گروپ دوسرے گروپوں سے کسی بات میں پیچھے نہ رہ جائے۔ مدرس جماعت سے جو کام کرانا چاہتا ہے۔ وہ ہر ایک گروپ کے لیڈر کو بتا سکتا ہے۔ اَور لیڈر اپنے اپنے گروپ سے وہ کام پُورا کرا سکتا ہے۔ یہ طریقہ جماعت میں ضبط قائم رکھنے کا بھی بہترین ذریعہ ہے۔

نثر پڑھنا اَور خوش خوانی

خوش خوانی کا مطلب یہ ہے۔ کہ پڑھنے والا اس طرح پڑھے۔ کہ سُننے

والا مطلب آسانی سے سمجھ جائے۔ بچّوں میں خوشخوانی کی عادت ڈالنے کے لئے عبارت کو اِس طرح پڑھنے کی مشق کرائی جائے۔ کہ الفاظ میں بخوبی تمیز ہو سکے۔ حروف اور الفاظ کی آوازیں صحیح طریق سے ادا کی جائیں۔ بغیر کسی قسم کی جھجک کے رواں پڑھا جائے۔ اور یہ زیادہ تر شناختِ الفاظ پر منحصر ہے۔ پڑھتے وقت عبارت کے مطلب کے مطابق آواز میں زیر و بم پیدا کرنا۔ اور مناسب الفاظ پر زور دینا بھی ضروری ہے۔

مدرِس کی تیاری

چھوٹی جماعتوں کو پڑھانے والے اُستاد گھر سے تیاری کر کے نہیں آتے اُن کا خیال ہے۔ کہ لوگ ہمیں نالائق سمجھیں گے۔ بعض اسے اپنی ہتک سمجھتے ہیں۔ لیکن وہ یہ نہیں سوچتے۔ کہ اگر جماعت میں کوئی مشکل پیش آ گئی۔ تو اُس کا اثر ضبط پر کیا پڑے گا۔ اور بچّوں کی رائے مدرس کے متعلّق کیا ہو گی۔ آج کل اُردو کی کتابوں میں ہندی۔ بھاشا اور انگریزی کے لفظ شامل ہو رہے ہیں۔ اگر استاد سبق کو ایک دفعہ پڑھ لے۔ تو اُسے کئی نئی باتیں معلوم ہوں گی۔ جن کا علم اسے پہلے نہ تھا۔ علاوہ ازیں وہ پڑھنے کا صحیح نمونہ بھی جماعت کے سامنے دے سکیگا۔ آج کل اکثر مدرسین

اپنی اپنی جماعت کی اُردو کی کتابیں صحیح طور پر نہیں پڑھ سکتے۔ اَور نظم کا تو خدا ہی حافظ ہے۔

مدرس کا نمونہ

اِس امر پر بار بار زور دینے کی ضرورت نہیں۔ کہ بچے ہمیشہ اُستاد کی تقلید کیا کرتے ہیں۔ اچھا پڑھنے کا وصف پیدا کرنا مدرس کی ذات پر منحصر ہے۔ پڑھنا سکھانے کے لئے جماعتیں ادنےٰ ہوں یا اعلےٰ۔ مدرس کا نمونہ نہایت ضروری ہے۔ مدرس کو چاہیئے۔ کہ جو سبق وہ پڑھانا چاہتا ہے اُسے ایک دو دفعہ خوب اچھی طرح بلند آواز سے پڑھ لے۔ اَور مشکل الفاظ کے تلفّظ کے متعلّق اچھی طرح تسلّی کر لے۔

تلفّظ

اُردو میں عربی۔ فارسی۔ سنسکرت۔ ہندی اَور کئی اَور زبانوں کے الفاظ داخل ہیں۔ ان میں اکثر تو اپنی اصلی حالت میں موجود ہیں۔ لیکن بعض الفاظ ہم نے اپنے لہجے کے مطابق تبدیل کر لئے ہیں۔ اُردو پڑھنے کے لئے الفاظ کو صحیح طور پر ادا کرنا نہایت ضروری ہے۔ الفاظ کا تلفّظ سیکھنے کے لئے مختلف زبانوں کے الفاظ کی پہچان ضروری ہے۔ اَور پھر

ہر ایک حرف کا علیحدہ علیحدہ ٹھیک طور پر ادا کرنا بھی لازمی ہے - اور اس کے لئے مختلف حروف کے صحیح مخرج جاننا شرطِ اوّلین ہے - ہم یہاں مختصر طور پر اس کا بیان کرتے ہیں :-

ا - ح - خ - ع - غ - ہ	حلق سے نکلتے ہیں
ج - ق - ک - ی	تالُو سے نکلتے ہیں
ب - ف - و - م	ہونٹ سے نکلتے ہیں

انہیں حروفِ قمری کہتے ہیں -

ت - ث - د - ذ - ط - ظ - ل - ن	دانت سے نکلتے ہیں
ر - ز - س - ش - ص - ض	زبان سے نکلتے ہیں

انہیں حروفِ شمسی کہتے ہیں -

اِن حروف کے تلفظ میں ہم عام طور پر غلطی کرتے ہیں - آپ نے لوگوں کو کئی دفعہ عبدل رشید یا عبدل ستار بولتے سُنا ہوگا - اس کی وجہ یہ ہے - کہ عام لوگ تلفّظ کے اصولوں سے واقف نہیں - بہت کم خواندہ لوگوں کو یہ معلوم ہے - کہ اَل جب شمسی حروف کے ساتھ آتا ہے - تو بولا نہیں جاتا - قمری حروف کے ساتھ بولنے میں آتا ہے - مثلاً عبدالکریم -

بعض اوقات ہم وزن الفاظ ایسے ہوتے ہیں۔ جن کے حروف بھی ہم مخرج ہوتے ہیں۔ ان کے معنوں میں تمیز کرنا اُردو زبان کے طالب علم کے لئے نہایت ضروری ہے۔ یہاں چند ایک مثالیں بطور نمونہ دی جاتی ہیں

آج - عاج	اصل - عسل
اجل - عجل	الم - علم
ارب - عرب	آم - عام
آری - عاری	ہل - حل
ارض - عرض	کمر - قمر
سدا - صدا	کسرت - کثرت
سفر - صفر	زن - ظن
ستر - سطر	

اِس قدر واقفیت حاصل کر لینے کے بعد اُردو زبان کے طالب علم کو ایسے الفاظ سے واقفیت حاصل کرنی چاہیئے۔ جو زبان اور معنی کے لحاظ سے مختلف ہیں۔ لیکن ہم وزن اور ہم صورت ہیں۔ ایسے الفاظ کی چند مثالیں ملاحظہ ہوں :-

بَر	فارسی	اوَپر
بَر	ہندی	رِشتہ
بال	فارسی	بازو
بال	ہندی	بچّہ
بال	انگریزی	ناچ
باس	ہندی	نزدیک
پاس	انگریزی	کامیاب
پاس	؍؍	اجازت نامہ
دار	عربی	گھر
دار	فارسی	سُولی
دار	ہندی	والا
کَل		فردا
کَل		آرام
کَل		مشین

لُغت کا اِستعمال

اُردو میں عربی زبان کے جو لفظ پائے جاتے ہیں۔ اُن کے تلفّظ میں بڑی احتیاط کی ضرورت ہے۔ سینکڑوں الفاظ ایسے ہیں۔ کہ زبر۔ زیر۔ پیش کے ذرا سے فرق سے ان کے معنی کچھ سے کچھ ہو جاتے ہیں۔ کتابوں میں عام طور پر اعراب نہیں لگائے جاتے۔ روزمرّہ کی گفتگو میں وہ الفاظ اِستعمال نہیں ہوتے۔ اِس لئے تلفّظ کی غلطیوں سے بچنے کے لئے ضروری ہے۔ کہ کسی مُستند لُغت کا اِستعمال کیا جائے۔

بچے عام طور پر اُستاد کی نقل کیا کرتے ہیں۔ اگر مدرّس کا تلفّظ اچھا نہ ہو گا تو بچے بھی وہی غلطیاں کرینگے۔ اَور بار بار کے استعمال سے جب غلط تلفّظ ذہن نشین ہو جائے گا۔ تو پھر اِس کا چھُوٹنا امرِ محال ہے۔ اگر مدرّس علمی اَور ادبی محفلوں میں اپنا وقار قائم رکھنا چاہتا ہے۔ تو اُسے لُغت کا مستقل طور پر مطالعہ کرنا چاہیئے۔ الفاظ کا تلفّظ معلوم کر کے اسے بار بار استعمال کرنا چاہیئے۔

بچوں کو شروع ہی سے لُغت کے استعمال کی عادت ڈالنا نہایت مفید ثابت ہو گا۔ اَور یہ اس طرح سے ہو سکتا ہے۔ کہ جب بچہ سکول میں داخل ہو۔ اَور پڑھنے کا پہلا سبق لے۔ تو ساتھ ہی لکھنے کی مشق شروع کرا دی

جائے۔ اَور بچے کے ہاتھ میں کوئی چھپا ہُوا قاعدہ نہ دیا جائے۔ بلکہ اُس سے کہا جائے۔ کہ وہ اپنا قاعدہ خود بنائے گا۔ وہ علیٰحدہ علیٰحدہ کاغذوں پر یا سادہ کاپی کے اَوراق پر ہر روز کا سبق لکھتا رہے۔ آہستہ آہستہ جب وہ لکھنے کی کافی مشق کرلے۔ تو پھر اُسے یہ کہا جائے۔ کہ جب کوئی نیا لفظ وہ پڑھے تو فوراً اپنی کاپی میں لکھ لے۔ اِس طرح وہ اپنی لغت خود تیار کرتا جائیگا۔ مدرّس کے قیاس میں جن الفاظ کا تلفّظ غلط ہونے کا امکان ہے۔ اُنکی فہرست تیاریٔ سبق کے وقت مرتّب کرلینی چاہیئے۔ دورانِ سبق میں حسبِ ضرورت اِس میں توسیع ہوتی جائے گی۔

اِجتماعی پڑھنا

پہلی جماعت میں اُستاد ایک ایک لفظ صاف الفاظ میں آہستہ آہستہ پڑھے۔ اَور تمام بچے مل کر اس کی تقلید کریں۔ اس سے پڑھنے کے نقص اکثر دُور ہو جاتے ہیں۔ کمزور لڑکے ترقی کرنے لگتے ہیں۔ شرمیلے بچوں کی جھجک دُور ہو جاتی ہَے۔ جلد جلد اَور بہت آہستہ پڑھنے والے بچے اپنی رفتار کو اعتدال پر لا سکتے ہیں۔ لیکن اِس طرح پڑھنا سکھانے میں مدرس کو سخت نگرانی کی ضرورت ہو گی۔ اَور اِس بات کا خاص خیال رکھنا ہو گا۔ کہ تمام بچے

توجہ سے پڑھ رہے ہیں۔ کیونکہ اجتماعی طور پر پڑھنے میں بے توجگی اکثر دیکھی گئی ہے۔

اِنفرادی پڑھنا

اِبتدائی جماعت میں ہی انفرادی پڑھنے کی عادت ڈالی جائے۔ جب بچے اجتماعی طور پر پڑھ چکیں۔ تو پھر باری باری ہر ایک لڑکے سے وہی سبق سُنا جائے۔ اس سے ہر ایک لڑکے کی غلطیاں دُور ہو سکیں گی۔ دُوسرے بچوں کو متوجّہ رکھنے کے لئے انہی سے غلطیوں کی اِصلاح کرائی جائے۔ جس وقت کوئی لڑکا غلطی کرے۔ اُسے فوراً ٹوک دیا جائے۔ اَور پھر درستی کر کے تمام جماعت سے اجتماعی طور پر کہلوایا جائے۔ بڑی جماعتوں میں صرف انفرادی پڑھوانا ہی کافی ہوتا ہے۔ اَور مفید بھی ہے۔ مدرس نمونہ دے کر کسی ہوشیار لڑکے سے پڑھوائے۔ پھر وہی عبارت کسی کمزور لڑکے سے پڑھوائے۔ بہتر تو یہ ہے۔ کہ جب تک تمام لڑکے باری باری اس عبارت کو ایک دفعہ نہ پڑھ لیں۔ آگے سبق نہ دیا جائے۔

تختہ سیاہ کا اِستعمال

پڑھنا سکھانے کے سبق میں تختہ سیاہ کا استعمال نہایت ضروری

ہے۔ مشکل الفاظ جن کے معانی طلبہ کو سمجھانا ضروری ہو۔ محاورات جن کا مطلب اور استعمال طلبہ کو بتایا جائے۔ خاص خاص ترکیبیں جن کی تشریح کی ضرورت ہو۔ یا ایسے الفاظ جن کا فقرات میں استعمال کرانا مقصود ہو۔ تختہ سیاہ کی مدد سے بچّوں کے ذہن نشین کئے جا سکتے ہیں۔

تختہ سیاہ پر لکھتے وقت اِس بات کا خیال رکھنا چاہیئے۔ کہ مشکل الفاظ ذرا موٹے قط سے لکھے جائیں۔ اور اُن کے معنی یا تشریح ذرا باریک قط سے۔ تاکہ الفاظ و معانی میں تمیز ہو سکے۔

پڑھنے میں خامی کے اسباب اور اُن کا تدارک

ہمارے سکولوں میں اُردو کی تعلیم کی طرف سے بڑی بے پروائی برتی جا رہی ہے۔ ہائی سکولوں میں اکثر طلبہ اُردو نہیں پڑھتے۔ اس لئے کہ اُن کے نزدیک زندگی کے مشاغل میں دوسرے مضامین سائنس، جغرافیہ وغیرہ زیادہ اہمیت رکھتے ہیں۔ مدرسین کی اپنی علمی قابلیت بھی پست ہوتی ہے۔ وہ مطالعہ کے شوقین نہیں ہوتے۔ اور اپنی ادبی استعداد بڑھانے کی کوشش نہیں کرتے۔ نہ ہی وُہ اُردو کی تعلیم صحیح طریقے سے دے سکتے ہیں۔ بعض کتابیں بھی خاص ادبی معیار کی نہیں ہوتیں۔ نہ ہی طلبہ کے

لئے موزوں مضامینِ نظم و نثر منتخب کئے جاتے ہیں۔

جہاں تک بچوں کا تعلّق ہے۔ پڑھنے میں خامی کے مندرجہ ذیل اسباب تجربے میں آئے ہیں :-

(۱) پست ذہنیت۔ بچے کے قوائے ذہنی کی نشوونما صحیح طور پر نہیں ہوتی۔ اَور یہ خامی پڑھنے میں کمزوری کا باعث ہوتی ہے۔

(۲) بصارت کی کمی۔ بعض بچوں کی نظر کمزور ہوتی ہے۔ وُہ الفاظ کو جلدی اَور اچھی طرح سے شناخت نہیں کر سکتے۔

(۳) طاقتِ گویائی میں نقص۔ بعض اوقات لُکنت یا توتلاپن پڑھنے میں کمزوری کا سبب ہوتا ہے۔ اگر شروع ہی میں اس کی طرف توجہ دی جائے تو اکثر صورتوں میں یہ نقص رفع ہو جاتا ہے۔ منہ میں کنکریاں وغیرہ ڈال کر پڑھوانے سے کئی دفعہ توتلاپن دُور ہو جاتا ہے۔ ورنہ بصارت اَور گویائی کے نقص کی صورت میں ڈاکٹر سے رجوع کیا جا سکتا ہے۔ لُکنت بعض اوقات زبان یا جبڑے یا گلے کے نقص کا نتیجہ ہوتی ہے۔ اس کے لئے بھی ڈاکٹر کی طرف رجوع کرنا چاہیئے۔ بعض دفعہ دماغی نقص بھی ہوتا ہے۔ ایک لفظ کی ادائی سے پہلے دوسرے کا تصوّر دماغ میں اُترنا شروع ہو جاتا ہے۔ اِس طرح

ایک اُلجھن سی پیدا ہو جاتی ہے۔ اَور زبان فیصلہ نہیں کر سکتی۔ کہ کس لفظ کو پہلے ادا کرے۔ اِس کا علاج تتال ہے۔ لڑکا ایک لفظ پر انگلی رکھے اَور پڑھے۔ پھر دوسرے کو تتال دیکر پڑھے۔ علیٰ ہٰذا القیاس۔ اگر اُستاد یا دوسرا لڑکا تتال دیکر پڑھائے تو اَور بھی اچھا ہے۔ کچھ عرصہ میں لکنت جاتی رہیگی۔

(۴) شرمیلاپن۔ بعض اوقات بچہ شرم وحیا کی وجہ سے بلند آواز سے نہیں پڑھتا۔ اُستاد خیال کرتا ہے۔ کہ بچہ پڑھنے میں کمزور ہے۔ بعض اوقات بچہ صرف اِس لئے کمزور ہو جاتا ہے۔ کہ جماعت میں نہ تو اُستاد اس کی طرف توجہ دیتا ہے۔ اَور نہ دوسرے بچے اس کی پروا کرتے ہیں۔ وہ شرم کے مارے چپ رہتا ہے۔ اَور اِس کس مپرسی کی حالت میں پڑ کر پڑھائی میں دلچسپی لینا چھوڑ دیتا ہے۔ اِس کا علاج یہ ہے۔ کہ ایسے بچّوں کی شخصیّت کو خاص اہمیت دی جائے۔ ان کی ترقی کے وسائل پر غور کریں۔ اِصلاح کرتے وقت حوصلہ افزائی کریں۔ جب وہ ذرا سی بھی جھجک چھوڑے۔ یا پڑھنا شروع کرے۔ تو شاباش یا ایسے ہی دوسرے طریقوں سے اِس کی حوصلہ افزائی کریں۔ اَور اُس کو یقین دلائیں۔ کہ اب وہ ضرور پڑھنا سیکھ جائے گا۔

(۵) انگلی کی مدد سے پڑھنا۔ پڑھنے کے عمل کی تشریح کرتے وقت ہم بتا چکے ہیں۔ کہ پڑھنا صرف آنکھ کا کام ہے۔ اور آنکھ کی حرکت کی رفتار شناختِ الفاظ کی قوّت پر منحصر ہے۔ بعض اُستاد بچوں کو حروف و الفاظ پر اُنگلی رکھا کر پڑھاتے ہیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ آنکھ بجائے خود بخود حرکت کرنے کے اُنگلی کے ساتھ ساتھ حرکت کرتی ہے۔ اس طرح ایک تو رفتار تیز نہیں ہوتی۔ دوسرے اُنگلی کی مدد کے بغیر الفاظ شناخت کرنے میں دِقّت پیش آتی ہے۔ اور مسلسل عبارت رواں نہیں پڑھی جا سکتی۔ اس لئے بچوں کو شروع ہی سے صرف آنکھ سے پڑھنے کی عادت ڈالی جائے۔

(٦) ہونٹ ہلائے بغیر نہ پڑھ سکنا۔ چونکہ بچہ پہلے پہل الفاظ کو سُن کر بولتا ہے۔ اور خود بول کر کانوں سے تصدیق کرتا ہے۔ اِس لئے شروع شروع میں اگر بلند آواز سے پڑھنے کی مشق کرائی جائے تو کوئی ہرج نہیں لیکن بڑے درجوں میں خاموش مطالعہ کی عادت ڈالنا ضروری ہے۔ بلکہ اگر ہونٹ ہلائے بغیر پڑھنے کی مشق پہلی جماعت میں ہی شروع کردی جائے تو بہتر ہے۔ جو لوگ ہونٹ ہلائے بغیر نہیں پڑھ سکتے۔ ان کو بعض اوقات بڑی دقّت پیش آتی ہے۔ محفل میں بیٹھ کر اخبار پڑھیں تو دوسروں کی

سمع خراشی کا باعث ہوتا ہے۔ اور اگر ہونٹ نہ ہلائیں تو سمجھ میں کچھ نہیں آتا۔

(۷) جوش اور دلچسپی کا فقدان۔ بعض اوقات جب اسباق دلچسپ نہ ہوں یا بچوں کے مذاق اور معیارِ قابلیت کے مطابق نہ ہوں۔ تو بچّے بد دل ہو جاتے ہیں۔ پڑھائی کے سبق کو دلچسپ بنانے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ دلچسپی پیدا کرنے کے لئے مختلف حکمتیں استعمال کرو۔ مثلاً

(ا) سوالات

(ب) صحیح اور غلط بیانات

(ج) ایسی مشقیں جن کا جواب ہاں یا نہ ہو

(د) جُملوں اور پیراگرافوں کا انتخاب

اور دیگر حکمتیں جن کا ذکر ادبی کھیلوں کے ضمن میں کیا جائے گا۔ اس سے ایک تو بچے سبق میں دلچسپی زیادہ لیں گے۔ دوسرے کمزور بچے بھی جو اور طریقوں سے ترقی نہ کریں۔ پڑھائی میں چل نکلیں گے۔ مقابلے کا جوش پیدا ہو گا۔ اگر خاص خاص موقعوں پر انعامات بھی دئے جائیں تو اچھا ہے۔

مدرس کو اصلاح کے معاملے میں حوصلہ نہیں چھوڑنا چاہیئے۔ ہمیشہ یہ اُمّید رکھنی چاہیئے۔ کہ بچّوں کی کمزوریاں کبھی نہ کبھی ضرور رفع ہو جائیں گی بچوں کو اپنی کمزوریاں خود تلاش کرنے اور اُن کی اصلاح کرنے کا موقعہ دینا چاہیئے۔ اِصلاح کے بعد متواتر دیر تک مشق نہیں کرانی چاہیئے۔ بلکہ مناسب وقفوں کے بعد درستی کو دُہرایا جائے۔ درستی کا اچھی طرح ذہن نشین کرنا دیر تک یونہی مشق کراتے رہنے سے بدرجہا اچھا ہے۔

نظم خوانی اور بچوں میں ذوقِ سلیم پیدا کرنا

جب بچے پہلے پہل سکول میں آتے ہیں۔ قبل اس کے کہ وہ پڑھنے کے قابل ہوں۔ کہانیوں کے ساتھ ساتھ اُن سے گیت سُننے جائیں۔ بار بار دُہرانے سے بچے صاف اور صحیح بولنے لگیں گے۔ پھر تجاویز ذیل پر عمل کیا جائے:۔

(۱) شعر سُننا۔ ابتدائی جماعتوں میں بچے اشعار درست طریقے سے نہیں پڑھ سکتے۔ اُستاد کا فرض ہے۔ کہ وہ اچھی اچھی نظمیں اور اشعار منتخب کرکے کبھی کبھی بچوں کو پڑھ کر سنتا رہے۔

(۲) نظم پڑھنا۔ سننے کے بعد پڑھنے کا نمبر ہے۔ شعر کا پڑھنا درحقیقت سننے کے برابر ہے۔ کیونکہ جب تک شعر کو بلند آواز سے نہ پڑھا جائے۔

سمجھ میں نہیں آتا۔ اور جب تک زبان سے ادا نہ کیا جائے۔ اس کی خوبیاں ظاہر نہیں ہوتیں۔ اس لئے بچوں کو بلند آواز سے نظم پڑھنے کی مشق کرائی جائے۔

عام طور پر جو نظمیں درسی کتابوں میں موجود ہیں۔ ان میں مذاقِ سخن پیدا کرنے کے لئے کوئی چیز نہیں۔ بلکہ انہیں پڑھ پڑھ کر بچے بدمذاق ہو جاتے ہیں۔ اچھے اور بُرے شعر میں تمیز نہیں کر سکتے۔ اور بعض اوقات تو نظم سے نفرت کرنے لگتے ہیں۔ اس لئے اُستاد کو چاہیئے۔ کہ مُستند شعرا کے ایسے دلچسپ اشعار چُن کر لائے۔ جو چھوٹی چھوٹی بحروں کے سادہ اور آسان ہوں اور بچّوں کے معیارِ قابلیت کے عین مطابق ہوں۔ بچوں کو ترنّم سے پڑھنے کی بھی عادت ڈالی جائے۔ اور کبھی کبھی نظمیں گا کر پڑھوائی جائیں۔

(۳) اشعار کا سمجھنا۔ جو نظمیں جماعت میں پڑھائی جائیں۔ ان کا مطلب ذہن نشین کرنا بھی ضروری ہے۔ لیکن مدرس کو چاہیئے۔ کہ وہ ہر ایک شعر کی لمبی چوڑی تشریح نہ شروع کر دے۔ ورنہ بچوں کی دلچسپی جاتی رہے گی۔ اُستاد کا صرف یہ فرض ہے۔ کہ وہ نظم کو صحیح طریقے سے پڑھکر طلبہ کے سامنے پیش کر دے۔ اور بچوں کو پڑھنے کا صحیح طریقہ بتا دے۔ جب بچے اشعار کو

ادا کرنا سیکھ جائیں گے۔ تو مطلب خود بخود سمجھ جائیں گے۔

(۴) شعر کی داد دینا۔ جوں جوں بچے نظمیں پڑھتے جائیں۔ اور اشعار سنتے جائیں۔ ان سے یہ کہا جائے۔ کہ وہ ایسے اشعار یاد کرلیں۔ جو انہیں پسند ہوں۔ پھر ہفتے میں کوئی سا ایک وقت مقرر کر کے ان سے باری باری شعر سُنے جائیں۔ اور خوبیاں دریافت کی جائیں۔ اس سے بچوں میں اچھے اور بُرے شعر کی تمیز پیدا ہو گی۔ اور وہ شعرا کے کلام کی داد دے سکیں گے۔ اگر بچوں کو آمادہ کیا جائے۔ کہ وہ اپنے پاس نوٹ بکیں رکھیں۔ اور جب کوئی اچھا شعر سُنیں یا پڑھیں۔ اُسے نوٹ کرلیں۔ تو اُن میں مذاقِ سخن پیدا کرنے میں بڑی مدد ملے گی۔

طلبہ میں نظمیں حفظ کرنے کا شوق پیدا کرنے کے لئے ان پر نظم کے مضمون کا اثر ڈالنے کی کوشش کی جائے۔ تاکہ وہ نظم کو محفوظ رکھنے کے خواہشمند ہوں۔ چونکہ بچوں کی طبیعتیں مختلف ہوتی ہیں۔ اس لئے یہ ضروری نہیں کہ جو نظم ایک لڑکا پسند کرتا ہے۔ دُوسرے بھی اسے پسند کریں گے اس لئے یہ لازم نہیں آتا۔ کہ تمام لڑکے ایک ہی نظم یاد کریں۔ اگر ہر ایک لڑکے کے لئے ایک یا دو نظمیں حفظ کرنا لازمی ہو۔ تو مدرس نظموں

کی فہرست طلبہ کے سامنے پیش کر دے۔اور ہر ایک لڑکا اپنی پسند کے
مطابق اس میں سے نظمیں چن لے۔

زائد مطالعہ

عام طور پر دیکھا جاتا ہے۔کہ دیہاتی طلبہ کی تفریح طبع کا سامان بہت محدود ہے۔ہمارے سکولوں کے طلبہ فرصت کے وقت کا بہترین استعمال نہیں جانتے۔یہی وجہ ہے۔کہ ایک طرف تو مدرسین اس بات کی شکایت کرتے ہیں۔کہ رخصتوں میں طلبہ کھیل کود میں مصروف رہتے ہیں۔اور رخصتوں کے بعد سکول میں کورے واپس آجاتے ہیں۔دوسری طرف والدین بھی چلّا رہے ہیں۔کہ تعطیلات میں بچوں کا سنبھالنا مشکل ہو جاتا ہے۔اس لئے ہر ایک سکول میں زائد مطالعہ کا سامان نہایت ضروری ہے۔اور اس مقصد کے لئے لائبریری کا ہونا لازمی۔

لائبریری

لائبریری کو دو حصّوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے

(۱) عام لائبریری تمام سکول کے لئے۔

(۲) کلاس لائبریری ہر ایک جماعت کے لئے۔

کلاس لائبریری میں مختلف کتابوں کی بہت سی جلدیں ہونی چاہئیں یہ کتابیں جماعت کے کمرے میں ٹیچر انچارج کے پاس الماری میں رکھی جائیں اگر ہر ایک کتاب کی بیس یا پچیس جلدیں موجود ہوں۔ تو بہتر ہے۔ اُستاد کو چاہیئے۔ کہ کتابیں تقسیم کرنے سے پہلے تمام کتابوں کا مطالعہ خود کرے۔ اور طلبہ میں علمی مذاق پیدا کرنے کے لئے تقسیم کرنے سے پہلے ان کتابوں کے متعلق سرسری طور پر کچھ بتا دے۔ مثلاً تاریخی کہانی کے متعلق کتابیں تقسیم کرتے وقت کہانی کے آغاز کا کچھ حصّہ بتا دیا جائے۔ تاکہ طلبہ شوق سے کہانی کا انجام معلوم کرنے کے لئے کتاب کو پڑھیں۔

ہفتہ میں ایک دن کتابیں لینے اَور واپس دینے کے لئے مقرّر کر دینا چاہیئے۔ بعض سکولوں میں ٹائم ٹیبل میں خاموش مطالعہ کو وقت دیا جاتا ہے۔ اَور کتب لائبریری کا مطالعہ اُستاد کی نگرانی میں ہوتا ہے۔ یہ بھی اچھا طریق ہے۔ ورنہ اگر لڑکے گھر پر مطالعہ کرنے کے لئے کتابیں لے جائیں۔ تو کوئی ہرج نہیں۔ کتابیں باقاعدہ حاضر باش طلبہ کو دی جائیں۔ اگر کوئی کتاب گُم ہو جائے۔ یا خراب ہو جائے۔ تو طالب علم اِس کی جگہ نئی کتاب لا کر دے۔ اِس طرح بچے حاضر باش

ہوتے جائیں گے۔ اور سامان کی حفاظت کرنا سیکھیں گے۔ وقتِ مقررہ پر کتابیں لینے اور دینے سے باقاعدگی اور وقت کی پابندی سیکھیں گے

ہر ایک لڑکا اپنی کاپی میں ان کتابوں کے متعلق جو اس نے پڑھی ہیں۔ بطریقِ ذیل اندراج کرتا جائے:۔

نمبر شمار - نام کتاب - لینے کی تاریخ - دینے کی تاریخ - خلاصہ مضمون کتاب

اِس کے علاوہ جماعت کے کمرے میں ایک چارٹ آویزاں کیا جائے۔ جس میں جماعت کے تمام لڑکوں نے جو کتابیں مطالعہ کی ہیں۔ درج کی جایا کریں لائبریری کی کتابوں کی فہرست بھی کمرۂ جماعت میں یا الماری کے باہر لگا دینی چاہیئے۔

خاموش مطالعہ

بچوں کو شروع ہی سے زیرِلب پڑھنے کی عادت ڈالی جائے۔ اور انہیں مطالعہ کرنے کا صحیح طریقہ بتایا جائے۔ کہ وہ اطمینان سے ایک جگہ بیٹھ کر پڑھنے کی عادت ڈالیں۔ کتاب کھولتے ہی فوراً مطالعہ شروع کر دیں۔ مطالعہ کرنے میں خاص مقصد زیرِ نظر رکھیں۔ اِس بات کا خیال دِل سے نکال دیں۔ کہ وہ اُستاد کے حکم کی تعمیل کر رہے ہیں۔ بلکہ

لطف اُٹھانے ۔ تفریح کرنے اور واقفیت میں اضافہ کرنے کے لئے مطالعہ کریں ۔ صرف اُتنا وقت مطالعہ کریں ۔ جب تک تھکان محسوس نہ ہو ۔ اگر تھوڑا سا پڑھ کر طبیعت اُکتا جائے ۔ تو ذرا ٹھہر کر پھر پڑھنا شروع کر دیں اگر مطالعہ کے دوران میں فقرے یا اشعار پسند آئیں ۔ تو اُنہیں زبانی یاد کر لیں ۔ یا نوٹ بک میں نقل کر لیں ۔

کتابوں کا اِنتخاب

بچوں میں زائد مطالعہ کی عادت شروع ہی سے ڈالی جائے ۔ پہلی جماعت کے بچے جب سہ حرفی ۔ چہار حرفی مرکبات والے آسان فقرے پڑھ لیں ۔ تو اُنہیں آسان آسان کتابیں پڑھنے کو دی جائیں ۔ اُردو زبان میں بچوں کے لئے موزوں کتابیں انتخاب کرنا بڑا اہم کام ہے کتابیں بچوں کے لئے مفید ہوں ۔ اُن کی عمر اور میعارِ ذہنی کے مطابق ہوں ۔ اُن کی واقفیت میں اضافہ کریں ۔ اُن کے اخلاق پر اچھا اثر ڈالیں ۔ اخلاقی کہانیاں ۔ تاریخی افسانے ۔ مشاہدۂ قدرت ۔ یا سائنس کی ایجادات کے متعلق کتابیں بچوں کے لئے موزوں رہیں گی ۔ ایسی کتابیں محکمہ تعلیم نے سکولوں کے لئے منظور کی ہوئی ہیں ۔

ریڈنگ رُوم

لائبریری کے علاوہ سکول میں ایک ریڈنگ رُوم ہونا چاہیئے۔ جہاں میزوں پر اخبار اَور رسالے صفائی سے ترتیب دئیے جائیں۔ بچّوں کے اخبار اَور رسالے دیکھنے میں دلکش۔ نفسِ مضمون کے لحاظ سے دلچسپ اَور زبان کے لحاظ سے آسان ہونے چاہئیں۔ اِن کے علاوہ خود مدرسین کے لئے بھی تعلیمی اخبار اَور ادبی رسالے ہونے چاہئیں ÷

کتاب خانہ مسعود جھنڈیر
میلسی (پاکستان)
نمبر شمار ....
....
کتاب نمبر........................

لِکھنا

پڑھنا سکھانے کے ساتھ ساتھ لکھنا بھی سکھانا چاہیئے۔ اور اِس کے لئے مدرس کو موزوں موقعہ خود ہی تلاش کر لینا چاہیئے۔ شروع شروع میں بچے انگلیوں سے ریت پر یا مٹی پر لکھیں۔ مدرس کو چاہیئے کہ وہ بچوں کو سامنے بٹھا کر تختۂ سیاہ پر نمونہ دے۔ اور بچے انگلیوں سے زمین پر اس کی تقلید کریں۔ جب وہ اِس طرح کچھ شُدبُد کرنے لگیں۔ تو چاک سے تختۂ سیاہ پر لکھنے کی مشق کرائی جائے۔ پھر تختیوں پر لکھوانا شروع کر دیا جائے۔

خوشخطی

بعض لوگوں کا یہ خیال ہے۔ کہ بچوں کو سلیٹوں پر یا پنسل سے کاپیوں پر لکھنے کی مشق کرائی جائے۔ تاکہ بچے قلم اور سیاہی سے اپنے ہاتھ اور کپڑے خراب نہ کریں۔ لیکن انہیں یہ معلوم نہیں۔ کہ خوش نویسی

ایک نعمت ہے۔ اور جہاں اور خوبیاں کسی خواندہ شخص کی ترقی میں ممد ہوتی ہیں۔ خوشنویسی اُس کی کامیابی میں سب سے بڑی معاون ہوتی ہے۔ پرانے زمانے میں طالب علم خوشنویسی کو بطورِ فن حاصل کیا کرتے تھے۔ آج کل یہ چیز ایک روایت بن کر رہ گئی ہے۔ لیکن اگر غور سے دیکھا جائے۔ تو آج کل بھی خوشنویس اُمیدوار امتحان میں بد خط طلبہ سے زیادہ نمبر لے جاتے ہیں۔ دفتروں میں اُمیدواروں کے اپنے ہاتھ کی لکھی ہوئی درخواستیں طلب کی جاتی ہیں۔ تاکہ اِن کے خط کا اندازہ لگایا جا سکے۔ بچوں کو شروع ہی سے خوشخط لکھنے کی عادت ڈالنی چاہئیے اور اس کے لئے سامان کی طرف زیادہ توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

سامان

لکھنے کے لئے قلم۔ دوات۔ تختی اور کاغذ وغیرہ کی ضرورت ہوتی ہے لیکن ہمارے سکولوں میں اِن چیزوں پر کوئی توجہ نہیں دی جاتی۔

قلم —— قلم کا قط اچھا نہیں ہوتا۔ گھسے ہوئے اور ٹوٹی ہوئی نوک والے قلم سے بچے لکھتے رہتے ہیں۔ اور اُستاد پروا نہیں کرتا۔ جب کاغذ پر لکھنے کی باری آتی ہے۔ تو لوہے کے قلم کا اِستعمال شروع ہو جاتا ہے

جو رہے سہے خط کا بھی ستیاناس کر دیتا ہے۔ جو بچے قلم استعمال کرتے ہیں۔ وہ جس قسم کے کچے پکّے سرکنڈے کا چاہیں بنا لیتے ہیں۔ اُستاد نہ تو قلم خود بنا کر دیتا ہے۔ نہ بچوں کو قلم بنانا سکھاتا ہے۔ قلم بنانا بھی ایک فن ہے۔ جو خوشنویس ہی جانتے ہیں۔ بچّوں کو یہ بتانا چاہیئے۔ کہ وہ قلم کے لئے پکّا اور خشک سرکنڈا استعمال کریں۔ قلم کی زبان کمزور نہ ہو۔ اِس پر گُودا نہ رہے۔ اس کی لمبائی زیادہ نہ ہو۔ قط تیز چاقو سے لگایا جائے۔ تاکہ صاف ہو۔ بہتر تو یہ ہے۔ کہ مدرس اچھے قلم بنا کر ان کا ذخیرہ اپنے پاس رکھے۔ چھوٹے بچوں کو لکھائی کے وقت قلم دے دئے جائیں۔ اور پھر واپس لے لئے جائیں۔ بڑی جماعتوں میں بچوں کو قلم بنانا اور قط لگانا سکھایا جائے۔

دوات ــــ دوات کی حالت عام طور پر قلم سے بھی بدتر ہوتی ہے مٹی کی کچی دواتیں۔ چھوٹے پینڈے کی۔ سیاہی یا تو اسقدر گاڑھی کہ قلم کی زبان لت پت ہو جائے۔ یا اسقدر پتلی کہ بچہ چھڑک چھڑک کر فرش۔ ٹاٹ۔ کپڑے سب خراب کر دے۔ صُوف اول تو ہوتا ہی نہیں۔ اگر ہو تو ایسے خراب کپڑے کا۔ کہ ہر بار قلم لگاتے وقت ایک نہ

ایک دھاگے کا سرا ضرور پھنس جائے۔ اور گھسٹتا ہُوا چلا آئے۔ کبھی دوات اُلٹ جاتی ہے۔ تو پاس بیٹھنے والوں کی بھی شامت آتی ہے۔ بہت کم مدرسین اِس طرف توجہ دیتے ہیں۔ دوات عام طور پر چوڑے پیندے کی اَور کم گہری ہونی چاہیئے۔ تاکہ اُس کے اُلٹنے کا اندیشہ نہ ہو۔ اَور قلم ڈالا جائے۔ تو زبان کا سرا ہی سیاہی چاٹ سکے۔ سیاہی نہ بہت گاڑھی ہو نہ پتلی۔ رواں ہو۔ دوات لکھنے والے کے دائیں طرف ہو۔ قلم ڈبو کر چھڑکا نہ جائے۔ تاکہ فرش پر یا ٹاٹ پر چھینٹے نہ پڑیں۔

تختی —— تختی پر گاچنی لگانے کا طریقہ بھی بچوں کو سکھانا چاہیئے۔ بعض بچے اِس مٹی کی ایک موٹی تہ تختی پر جما لیتے ہیں۔ جس پر قلم ہی نہیں چلتا۔

طرزِ نشست

لکھتے وقت بیٹھنے کا صحیح طریقہ عام طور پر سب مدرس جانتے ہیں۔ کہ ایک گھٹنا کھڑا کر لیا جائے۔ اَور دُوسرا لٹا دیا جائے۔ اِس سے ریڑھ کی ہڈی سیدھی رہتی ہے۔ طالب علم آرام سے کافی دیر تک بیٹھ کر لکھ سکتا ہے۔ لیکن بہت کم مدرس لکھائی کے وقت اس کا خیال رکھتے ہیں۔ اگر ایک لڑکا چوکڑی لگا کر بیٹھا ہے۔ تو دوسرا دونوں گھٹنے کھڑے کر کے

اور تیسرا دونوں ٹانگیں پھیلا کر۔

قلم پکڑنے کا طریقہ

بچوں کو قلم پکڑنے کا صحیح طریقہ بتانا بھی نہایت ضروری ہے جب تک قلم کی گرفت درست نہ ہو گی۔ لکھائی اچھی نہ ہو گی۔ مدرس کو چاہیئے۔ کہ گرفت کا نمونہ دے۔ اور ہر ایک لڑکے کی درستی کرے۔ قلم کو انگوٹھے اور پہلی دو انگلیوں سے پکڑیں۔ بہت نہ دبائیں۔

لکھنے کا طریقہ

تختیوں پر لکھنا سکھاتے وقت بعض مدرسین چار لکیروں سے کام لیتے ہیں۔ بعض پانچ لکیروں سے۔ بعض دو سے اور بعض صرف ایک سے۔ یہ کتابت کے مختلف طریقے ہیں۔ مدرس کو ان سے واقف ہونا ضروری ہے۔ اس کو حروف کی بناوٹ اور قدوقامت کا علم ہونا چاہیئے۔ اور اس کے لئے وہ کاپی سلیپ یا کتابت کی دوسری کتابوں سے استفادہ کر سکتا ہے۔ لیکن بچوں کے لئے صرف اُستاد کا نمونہ ہونا چاہیئے۔

اُستاد کا نمونہ

مدرس جو حروف و الفاظ طلبہ سے لکھوانا چاہے۔ پہلے ساری

جماعت کے سامنے تختہ سیاہ پر نمونہ دے۔ اِس کے لئے ایک لکیر کھینچ لینا کافی ہے۔ طلبہ کی توجہ حروف کی بناوٹ کی طرف دلائی جائے۔ اَور اچھی طرح اُن کے ذہن نشین کر دیا جائے۔ کہ کون کون سے حروف لکیر سے اُوپر رہتے ہیں۔ اَور کون کون سے نیچے جاتے ہیں۔ اَور ان کے نچلے اَور اُوپر کے حصوں کا باہمی تناسب بھی سمجھایا جائے۔ ابتدا میں صرف ایک حرف یا لفظ لکھکر اسی وقت طلبہ سے تقلید کرائی جائے۔ اَور اچھی طرح نگرانی کی جائے۔ تاکہ بچوں کے ہاتھ غلط حرکت نہ کریں۔ اگر نمونہ دے کر تقلید نہ کرائی گئی۔ اَور نگرانی نہ کی گئی۔ تو اکثر بچے حروف کی بناوٹ غلط طریقے سے پیش کریں گے۔ جیسا کہ آج کل بعض سکولوں میں دیکھنے میں آیا ہے۔ کہ بچے بعض حروف و الفاظ کو دائیں طرف کے بجائے بائیں طرف سے اَور نیچے کی بجائے اُوپر سے لکھنا شروع کرتے ہیں۔

نقل نویسی

تختہ سیاہ پر سے نقل کرنے کی خوب مشق کرا کر پھر کتاب پر سے نقل کرنے کی مشق کرائی جائے۔ جب بچے لکھ رہے ہوں۔ اُستاد پھر کر ہر ایک طالب علم کی مناسب اصلاح کرے۔ پھر عام غلطیوں کی صحت

تختہ سیاہ کی مدد سے ذہن نشین کر دے۔ لکھائی کے کام کی مقدار اگر تھوڑی ہو تو کوئی ہرج نہیں۔ لیکن مشق جسقدر زیادہ ممکن ہو۔ کرائی جائے

اِملا نویسی

بچوں کو شروع ہی سے نقل نویسی کے ساتھ ساتھ بغیر دیکھے حروف و الفاظ لکھنے کی مشق کرانا بھی ضروری ہے۔ ٹوکریں یا کٹوٹیں حروف۔ الفاظ اور پھر فقرات لکھوائے جائیں۔ بڑی جماعتوں میں آسان عبارت لکھوائی جائے۔ املا کے لئے جو عبارت منتخب کی جائے۔ وہ بچوں کی استعداد کے مطابق ہو۔ بہت مشکل نہ ہو۔ مقدار میں بھی زیادہ نہ ہو۔ بعض مدرسین اِملا کے لئے لمبے لمبے پیراگراف منتخب کر لیتے ہیں۔ جو مشکل الفاظ سے پُر ہوتے ہیں۔ اور بہت سا وقت لکھوانے میں صرف کر دیتے ہیں۔ اِصلاح کے لئے انہیں کوئی وقت نہیں ملتا۔

لکھوانے سے پہلے وہ عبارت طلبہ سے ایک دفعہ پڑھوا لی جائے یا بڑی جماعتوں میں خود پڑھکر سنادی جائے۔ مشکل الفاظ کی بناوٹ تختہ سیاہ پر سمجھا دی جائے۔ اگر عبارت بچوں کی درسی کتاب میں موجود نہیں۔ تو تختہ سیاہ پر لکھکر پڑھوائی جائے۔

اِملا لکھانے سے پہلے بچوں کو سیدھی قطاروں میں بٹھایا جائے۔ تاکہ وہ ایک دوسرے کی نقل نہ کریں۔ سامان کی پڑتال کی جائے۔ اَور عبارت آہستہ آہستہ ایک دفعہ پڑھکر سنائی جائے۔ پھر فقرات کے مناسب ٹکڑے صاف اَور واضح الفاظ میں بول کر لکھوائے جائیں۔ بچوں کو ہدایت کی جائے۔ کہ جب وہ بولے ہوئے الفاظ لکھ چکیں۔ تو لکھوانے والے کی طرف دیکھیں۔ اخیر پر ساری عبارت ایک دفعہ پھر پڑھ کر سُنا دی جائے۔

اِصلاح

غلطیاں درست کرنے کے کئی طریقے ہیں :-

(۱) تختہ سیاہ پر عبارت لکھدی جاتی ہے۔ اَور بچوں کو پڑھنے کا موقعہ دیا جاتا ہے۔ پھر تختہ سیاہ اُلٹ دیا جاتا ہے۔ اَور املا لکھوا دی جاتی ہے تختہ سیاہ پھر سیدھا کر دیا جاتا ہے۔ اَور طلبہ سے کہا جاتا ہے۔ کہ وہ اپنی لکھی ہوئی عبارت کا تختہ سیاہ سے مقابلہ کریں۔ اَور خود ہی غلط لکھے ہُوئے الفاظ پر نشان لگا دیں۔

(۲) تمام عبارت لکھوا دینے کے بعد طلبہ کو کتاب کا صفحہ اَور پیراگراف

کا نمبر بتا دیا جاتا ہے۔ اور وہ اس کی مدد سے غلطیاں درست کرتے ہیں۔ اُستاد نگرانی کرتا ہے۔

(۳) بجائے اپنی اپنی تختیوں پر نشان لگانے کے بچوں سے کہا جاتا ہے۔ کہ وہ تختیاں تبدیل کرلیں۔ اور ایک دوسرے کی غلطیوں پر نشان لگائیں۔

(۴) مدرس خود ہر ایک لڑکے کی غلطیوں پر نشان لگاتا ہے۔ اور اُن کو درست کرتا ہے۔ بعض اوقات ایک دو ہوشیار لڑکوں سے جن کی کوئی غلطی نہیں ہوتی، امداد لے لیتا ہے

اِصلاح خواہ کسی طریقے سے کی جائے۔ مدرس کی نگرانی کی سخت ضرورت ہے۔ اِصلاح کے بعد درستیوں کی مشق کرانا لازمی ہے۔ ہر ایک درست شدہ لفظ کم از کم پانچ دفعہ ضرور لکھوایا جائے۔ تاکہ درستی ذہن نشین ہو جائے۔ عام غلطیاں تختہ سیاہ کی مدد سے سمجھائی جائیں ÷

اِنشاپردازی

خیالات کو تقریر یا تحریر کے ذریعے ظاہر کرنے کے فن کا نام انشاپردازی ہے۔

بولنا

زبان کی تعلیم کا ایک بڑا مقصد یہ ہے۔ کہ بچوں کو زبان پر پوری قدرت حاصل ہو جائے۔ الفاظ کا سمجھنا اور اُنہیں صحیح طریق سے استعمال کرنا اسکے دو بڑے ذریعے ہیں۔ اور یہ مشق سے حاصل ہوتے ہیں۔ بچہ الفاظ کو بار بار سُن کر سمجھتا ہے۔ اِس لئے بچوں کو الفاظ بار بار سُننے کا موقعہ دیا جائے۔ ایسے الفاظ استعمال کئے جائیں۔ جن کا مطلب بچے سمجھتے ہوں۔ اِن الفاظ کا بچوں کے خیالات اور روزانہ زندگی سے تعلق ہو۔ پھر بچوں کو خود ہی الفاظ استعمال کرنے کا موقعہ دیا جائے۔

جن بچوں کو بولنا اچھا آتا ہے۔ اُنہیں عام طور پر اچھا لکھنا بھی

جلد آجاتا ہے۔ اگر ہم یہ چاہتے ہیں۔ کہ بچے بڑے ہو کر صحیح لکھنا سیکھیں تو اُنہیں بچپن میں صحیح بولنا سکھایا جائے۔ مدرس کو چاہیئے ۔ کہ پہلی جماعت کے بچوں کے ساتھ زیادہ گفتگو ہی کرے ۔ چیزیں دکھا کر اُن کے متعلق فقرے بنوائے جائیں۔ سوالات کے جوابات لئے جائیں۔ تصاویر کے متعلق گفتگو کی جائے۔ بچے کہانیاں سُننا بہت پسند کرتے ہیں۔ اس لئے انہیں نئی نئی کہانیاں سنائی جائیں۔ حرکات و سکنات اور اشاروں کے ساتھ اُنہیں دلچسپ بنایا جائے ۔ کہانی کے متعلق سوالات کئے جائیں پھر بچوں سے کہانی کا ڈرامہ کرایا جائے۔ تاکہ وُہ آزادی سے گفتگو کی مشق کر سکیں۔

جہاں مقامی بولی اور معیاری زبان میں فرق ہو۔ وہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے ۔ کہ پہلے مقامی زبان میں بچوں کو تعلیم دی جائے اور رفتہ رفتہ اُسے معیاری زبان میں تبدیل کر دیا جائے۔ یا شروع ہی سے بچوں کو معیاری زبان میں تعلیم دینا چاہیئے ۔ اس کے لئے کوئی خاص اصول وضع نہیں کیا جا سکتا۔ تاہم تجربے کی بنا پر کہا جا سکتا ہے۔ کہ بہتر یہ ہے ۔ کہ بچے شروع شروع میں

مقامی زبان میں گفتگو کریں۔ لیکن اُستاد معیاری زبان ہی استعمال کرے۔ اور ایسے الفاظ استعمال کرنے کی کوشش کرے۔ جن کو بچے آسانی سے سمجھ سکیں۔ اور پھر بچوں کو ان الفاظ سے اچھی طرح واقف کرنے کے لئے بار بار مشق کرائی جائے۔

ذخیرۂ الفاظ

ہمارے سکولوں میں عام طور پر یہ شکایت ہے۔ کہ پرائمری جماعتوں کے بچے اُردو کی کتابیں شوق سے نہیں پڑھتے۔ اور پرائمری پاس کرنے کے بعد چار پانچ سال کے اندر اندر سب پڑھا پڑھایا بھُول جاتے ہیں۔ اِس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ پرائمری جماعتوں کے لئے جو کتابیں لکھی جاتی ہیں۔ ان میں بچوں کی قابلیّت کو مدّ نظر نہیں رکھا جاتا۔ مشکل الفاظ کثرت سے ہوتے ہیں۔ جو ساری کتاب میں ایک ایک دو دو بار آتے ہیں۔ اور بچوں کے ذہن نشین نہیں ہوتے۔ اور نہ وہ انہیں اچھی طرح شناخت کر سکتے ہیں۔ اِس لئے وہ پڑھنے میں دلچسپی نہیں لیتے۔ اور سکول سے نکل جانے کے بعد کوئی کتاب پڑھنا پسند نہیں کرتے۔ اکثر دیکھا گیا ہے

کہ اُستاد صاحبان پڑھاتے وقت جو الفاظ بول چال میں استعمال کرتے ہیں۔ اُن میں بعض الفاظ بچے نہیں سمجھتے۔ اَور اس طرح سبق یاد نہیں کر سکتے۔ اُستاد اپنی غلطی محسوس نہیں کرتا۔ اَور بچوں کو سزا دینے پر آمادہ ہو جاتا ہے۔ سبق اُسے بار بار پڑھانا پڑتا ہے۔ اَور اس طرح کافی وقت ضائع ہو جاتا ہے۔

اُستادوں پر ہی منحصر نہیں۔ افسرانِ معاینہ بھی عام طور پر ایسے الفاظ استعمال کرتے ہیں۔ کہ بچے سوال کا مطلب نہیں سمجھتے۔

لہٰذا اُردو زبان کے مدرس کو یہ جاننا ضروری ہے۔ کہ کون کون سے ایسے الفاظ ہیں۔ جن سے واقفیت حاصل کرنا پرائمری جماعت کے بچوں کے لئے ضروری ہے۔ یہ تو ظاہر ہے۔ کہ پرائمری جماعتوں میں زبان کے تمام الفاظ نہیں پڑھائے جا سکتے۔ لیکن اُستاد کس طرح اندازہ لگائیگا۔ کہ کون کون سے الفاظ ضروری ہیں۔ ممکن ہے ایک اُستاد کے چُنے ہوئے الفاظ دوسرے سے مختلف ہوں۔ اس لئے لازم ہَے۔ کہ کوئی معیار مقرر کیا جائے۔ محکمہ تعلیم نے یہ فیصلہ کیا ہے۔ کہ پرائمری جماعتوں میں کثرت سے استعمال ہونے والے الفاظ کی فہرست

تیار کرائی جائے۔ ایسے الفاظ کی فہرست مدرسین خود بھی تیار کر سکتے ہیں
چھوٹے بچوں سے گفتگو کرنے میں بچوں کے ذخیرۂ الفاظ کا
بھی خیال رکھنا ہو گا۔ شروع شروع میں ایسے الفاظ استعمال کئے
جائیں۔ جن سے بچے مانوس ہوں۔ الفاظ ان چیزوں سے تعلق رکھتے
ہوں۔ جنہیں بچے گھر۔ گاؤں یا سکول میں دیکھتے ہیں۔ پھر ایسے الفاظ
جن کا تعلّق بچوں کی روزانہ زندگی سے ہو۔

تقریری مشق

(۱) گفتگو۔ جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔ بچوں کو چیزیں دکھا کر
اُن کے متعلق فقرات بنوائے جائیں۔ گفتگو کرائی جائے۔ سوالات کے
جوابات لئے جائیں۔ تصاویر کے متعلق گفتگو کرائی جائے۔

(۲) واقعات بیان کرنا۔۔ بچوں سے کہا جائے۔ کہ وہ اپنے اپنے
مشاہدات تفصیلاً بیان کریں۔ مثلاً
کیا دیکھا :-

ا۔ میلے میں۔ شہر میں۔ بازار میں۔ دنگل میں۔ سرکس میں۔ باغ
میں۔ کنوئیں پر۔ سڑک پر۔ درزی۔ لوہار۔ سُنار۔ موچی کی دکان پر

تیلی - گھمار اَور جُلاہے کے گھر - سٹیشن پر - ڈاک خانے میں -

۲- قدرتی نظارے - سُورج نکلنے کے وقت - سُورج غروب ہونے کے وقت - برسات میں - چاندنی رات میں - موسم بہار میں باغ کی حالت - خزاں میں پودوں اَور درختوں کی حالت -

۳- گُڑ کس طرح بناتے ہیں

۴- گندم کِس طرح گاہتے ہیں

۵- تیل کِس طرح نکالتے ہیں

۶- کپڑا کِس طرح بُنتے ہیں

۷- جُوتی کِس طرح سِیتے ہیں

۸- برتن کِس طرح بناتے ہیں

۹- مکھن کس طرح نکالتے ہیں

۱۰- روٹی کِس طرح پکاتے ہیں

۱۱- حُلیہ بیان کرو :- بلّی - کتّا - گائے - بکری - اُونٹ - گھوڑا وغیرہ

(۳) تجربات بیان کرنا - بچوں سے پوچھا جائے - کہ وہ مختلف کام

کس طرح کرتے ہیں۔ مثلاً منہ کس طرح دھوتے ہو۔ دانت کس طرح صاف کرتے ہو۔ کپڑے کس طرح دھوتے ہو۔ دوات میں سیاہی کس طرح ڈالتے ہو۔ پگڑی کس طرح باندھتے ہو۔ تختی کس طرح دھوتے ہو۔ وغیرہ وغیرہ

(۴) کہانی سنانا۔ بچوں سے چھوٹی چھوٹی کہانیاں سنی جائیں یا اُستاد ایک کہانی جماعت کو سنا دے۔ اور پھر بچوں سے باری باری سُن لے۔

کہانی سکھانے میں مندرجہ ذیل امور کا خیال رکھا جائے:۔

(ا) کہانی صاف اور نمایاں الفاظ میں کہی جائے۔ کہنے والے کی آواز ہر ایک بچے تک پہنچے۔

(ب) عام طور پر دھیمی آواز میں کہانی سُنائی جائے۔ اگر کچھ بچے بے توجہ ہوں۔ تو آواز ذرا بلند کر دی جائے۔ لیکن بچوں کی توجہ کو قائم رکھنا آواز کے زیر و بم پر ہی منحصر نہیں۔ بلکہ جذبِ توجہ کا انحصار کہانی کے مضمون میں مدرس کی ذاتی دلچسپی پر ہے۔

(ج) اگر کہانی میں کسی شخص یا جانور کا کلام دُہرانا ضروری ہو۔ تو اُس

کی حرکات ۔ آواز اور طرزِ کلام کی پوری پوری نقل اُتاری جائے۔

(د) کہانی میں دلچسپی پیدا کرنے کی کوشش کی جائے۔ ایسے واقعات بیان کئے جائیں۔جن کے ذریعے کچھ تشریح کا سامان پیدا ہو جائے۔

(ہ) کہانی میں ایسی باتیں شامل کی جائیں۔ جنہیں بچوں نے دیکھا ہو۔ یا جن کے متعلق سنا ہو۔ یا جن کا تصوّر وہ کر سکتے ہوں۔

(و) کہانی میں ایسے واقعات بھی ہوں۔ جو تعجّب انگیز ہوں۔ مثلاً صندوق کا چلنا ۔ درخت کا بولنا وغیرہ

(ز) کہانی کی زبان سادہ اور عام فہم ہو۔

(ح) ایسی کہانیاں تلاش کی جائیں ۔ جو بچوں میں سوچنے کا مادہ پیدا کریں

(ط) کہانی ٹکڑوں میں سنائی جائے ۔ اور ہر حصّے کا خلاصہ طلبہ سے نکلوایا جائے۔ سوالات کے ذریعے بچوں کی دلچسپی قائم رکھی جائے۔

(۵) ڈرامے کرنا۔ بچے نقل کرنے کے عادی ہوتے ہیں ۔ وہ ہر ایک شخص کی حرکات کی نقل کرنا پسند کرتے ہیں۔ اگر ان کے سامنے سے کوئی اجنبی شخص گزرے ۔ تو وہ اسی طرح اس کے پیچھے پیچھے چلتے ہیں۔ افسانے اور قصے کہانیاں سُن کر اُن کو اصلیّت کا جامہ پہنانے

کی کوشش کرتے ہیں۔ گھوڑا۔ شیر۔ بکری بنتے ہیں۔ ان کے اس جذبے کو بول چال کی مشق کے لئے استعمال کیا جاسکتا ہے۔ کہانی کو ڈرامے کی صورت میں ادا کریں۔ اِس طرح سبق ان کے لئے دلچسپ بھی ہو جائیگا اَور بولنے کی مشق بھی ہو جائے گی۔

(۶) سوالات کے جواب لینا۔ اس کی ابتدا تو چیزوں اَور تصویروں ہی سے کی جاسکتی ہے۔ لیکن بعض اوقات مدرس کو غیر رسمی گفتگو بھی کرنی چاہیئے۔ اور جماعت کے ہر بچے سے مختلف سوال کرنے چاہئیں۔ مثلاً ایک سے پوچھا جائے۔ آج تم نے کیا کھایا تھا۔ دوسرے سے۔ تمہارا باپ آج کہاں ہے۔ تیسرے سے۔ تمہارے گھر میں کتنے صندوق ہیں۔ وغیرہ۔ بڑی جماعتوں میں پڑھنے کے اسباق کے متعلق سوالات کئے جاسکتے ہیں۔ یا تحریری کام سے پہلے اسی موضوع پر سوالات کرکے جوابات حاصل کئے جاسکتے ہیں۔

(۷) تقریر کرنا۔ جب بچے صحیح فقرات بولنا سیکھ جائیں۔ اَور مختلف امور کے متعلق آزادی سے گفتگو کر سکیں۔ تو اُنہیں مسلسل فقرات بولنے کی مشق کرائی جائے۔ شروع میں اُنہیں کوئی سی چیز یا تصویر دکھا کر اس کے متعلق چار چار پانچ پانچ فقرے بولنے کے لئے کہا جائے۔ پھر کوئی

موضوع پیش کر کے مسلسل تقریر کرنے کی مشق کرائی جائے۔ لیکن فقرات کی ترتیب پر زور دیا جائے۔ فقروں میں باہم ربط قائم رہے۔ بے ترتیب فقرے نہ بولے جائیں۔ بچوں کی جھجک دور کرنے کے لئے سکول میں بزمِ ادب قائم کی جائے۔ اور مہینے میں کم از کم ایک دفعہ ساری جماعتیں اکٹھی کر کے ادبی جلسہ کیا جائے۔ اور بچوں سے تقریریں کرائی جائیں۔ نظمیں سنی جائیں۔ مکالمے اور ڈرامے کرائے جائیں۔ اس طریق سے بعض اچھے اچھے لیکچرار پیدا ہو جائینگے جو اپنے خیالات بے تکلفی سے ادا کر سکیں گے۔ تفریحی گیت اور راگ۔ سازوں کا استعمال۔ شعبدہ بازی وغیرہ بھی بزمِ ادب کے پروگرام میں شامل کر دئے جائیں۔ اور بچوں کو موقعہ دیا جائے۔ کہ وہ تمدّنی زندگی میں دلچسپی لیں۔

تحریری مشق

(۱) مضمون نویسی — تحریری کام سے پہلے زبانی گفتگو کرا لینا۔ اور فقرات بنوانا نہایت ضروری ہے۔ تقریری کام کی طرح مضمون نویسی کی مشق بھی بتدریج کرائی جا سکتی ہے۔ چیزوں اور تصویروں کے متعلق فقرات۔ سوالات کے جوابات۔ واقعات۔ تجربات۔ چھوٹی چھوٹی کہانیاں۔ مکالمے نامکمل فقرات کو مکمل کرنا۔ فقرات کو ترتیب سے لکھنا۔ دئے ہوئے ڈھانچے

سے کہانی تیار کرنا وغیرہ وغیرہ جب بچے اس قابل ہو جائیں۔ کہ کسی موضوع پر مسلسل فقرات بالترتیب لکھ سکیں۔ تو انہیں پیراگراف کا تصور دیا جائے۔ اور یہ بتایا جائے۔ کہ ہر ایک پیراگراف کا نفسِ مضمون ایک ہوتا ہے۔ اس میں جسقدر فقرے آتے ہیں۔ وہ اسی ایک امر کے متعلق ہوتے ہیں۔ پھر مضمون لکھنے کا ڈھنگ سکھایا جائے۔ پہلے مضمون کا ڈھانچا مجمل طور پر پیش کیا جائے۔ اور ہر ایک پیراگراف کا علیحدہ مضمون بتا دیا جائے۔ مضمون نویسی کی ابتدا واقعہ نگاری سے کی جائے۔ مثلاً باغ کی سیر۔ برسات کا موسم بازار۔ دنگل وغیرہ۔ اس بیانیہ مضمون نویسی کے بعد تواریخی مضامین لکھوائے جائیں۔ اور پھر عقلی۔ جن میں ذہن اور تصوّر سے کام لینا پڑے۔ بڑی جماعتوں میں نامکمل کہانیاں مکمل کرائی جائیں۔ اخبار میں بھیجنے کے لئے جلسے وغیرہ کی کارروائی لکھوائی جائے۔ اشتہار لکھوائے جائیں۔ اور اگر ممکن ہو۔ تو کوئی مختصر سا ڈرامہ یا مکالمہ بھی لکھوایا جائے۔ انشا پردازی میں دلچسپی پیدا کرنے کے لئے طلبہ کو مصرعہ پر گرہ لگانے کی مشق کرائی جائے۔ ابتدا میں یاد کی ہوئی نظم کا ایک مصرعہ پڑھ کر دوسرا مصرعہ پڑھوایا جائے۔ پھر اشعار کا ایک ایک مصرعہ لکھکر دوسرا لکھنے کے لئے کہا جائے۔ اس سے

طلبہ میں اپنے پاس سے مصرعے لگا دینے کا شوق پیدا ہو گا۔ جو رفتہ رفتہ ترقی کر کے شعرگوئی کے درجے کو پہنچ سکتا ہے۔

الفاظ کے استعمال کی مشق کرانے کے لئے بعض اوقات چند الفاظ دیدینا مفید ہوتا ہے۔ جنہیں بچے مضمون میں استعمال کریں۔ اس سلسلے میں اگر بچوں سے یہ کہا جائے۔ کہ وہ اپنی درسی کتاب میں سے کسی خاص دئے ہوئے مضمون کے متعلق الفاظ جمع کریں۔ تو اور بھی مفید ہو گا۔

مضمون نویسی میں موزوں وقفے دینے کا طریقہ بھی سمجھایا جائے۔ اور مختلف علامات ذہن نشین کی جائیں۔ مثلاً :۔

مکمل جملے کی علامت	۔
جملے کے مختلف حصوں کی علامت	،
تفصیلی علامت	:۔
استفہام کی علامت	؟
تعجب یا ندا کی علامت	!
مقولہ	" "

(۲) خطوط نویسی —— عام سادہ اور کاروباری خطوط لکھنے کا طریقہ

بتایا جائے۔ مختلف قسم کے خطوط اور درخواستوں میں فرق سمجھا کر ہر ایک کے لکھنے کا طرز سکھایا جائے۔ پُرتکلّف آداب و القاب اور فضول تمہیدی فقرات لکھنے سے منع کیا جائے۔

خطوط کے علاوہ تمسّک۔ رسید اور راہداری لکھنا بھی سکھایا جائے منی آرڈر فارم کا پُر کرنا بھی سمجھایا جائے۔

(۳) مضمون نویسی کی کاپیاں —— ہر ایک طالب علم کے پاس تحریری کام کے لئے ایک کاپی ضرور ہونی چاہیئے۔ کاپی کو استعمال کرنے سے پہلے اُس کے اوراق پر نمبر لگا دئے جائیں۔ اور ٹائیٹل کے اندر کا پہلا ورق چھوڑ کر دوسرے ورق پر فہرست مضامین یا انڈکس بنالیا جائے۔ جُوں جُوں مضامین یا خطوط وغیرہ لکھے جائیں۔ ان کا اندراج بقیدِ تاریخ انڈکس میں کر دیا جائے۔

بچوں کو حاشیہ چھوڑ کر خوشخط لکھنے کی تاکید کی جائے۔ اور لکھنے سے پہلے سامان کی پرتال ضرور کرلی جائے۔ گھر پر لکھنے کے لئے کوئی مضمون نہ دیا جائے۔

(۴) اِصلاح —— تحریری کام کی درستی طلبہ کی موجودگی میں

کی جائے ۔ اور درستی ذہن نشین کرنے کے لئے اصلاح شدہ عبارت دوبارہ لکھوائی جائے ۔ اگر کسی لڑکے نے ایسی غلطی کی ہو ۔ جس کی عام طور پر اکثر طلبہ سے توقع ہو ۔ تو تختہ سیاہ کی مدد سے ساری جماعت کو سمجھا دینا چاہیئے ۔

گرامر

اُردو زبان کو صحیح طور پر بولنے اور لکھنے کے لئے صرف و نحو کا سیکھنا نہایت ضروری ہے۔ لیکن صرف و نحو کا علم محض رٹنے سے نہیں آسکتا اس کے سیکھنے کے لئے اصول سمجھ کر تقریر و تحریر میں اُن کی عملی مشق لازمی ہے۔ بعض مدرسین طلبہ کو گرامر کی کتابوں پر سے صرف و نحو کے قواعد رٹوا دیتے ہیں۔ اس سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ گرامر کی تعلیم دینے کا صحیح طریقہ یہ ہے۔ کہ صرف و نحو کے اصول اُردو پڑھنے کے اسباق میں حسبِ موقعہ سمجھا دئے جائیں۔ اور اسباق کے دَوران میں ان کی مشق کرائی جائے محض تعریفیں یاد کرا دینا کافی نہیں ؛

ضمیمہ

ادبی کھیل

پڑھنے کے کھیل

(۱) چھڑی کا کھیل

مقصد ۔ بچے حروف پہچان سکیں عمر ۔ ۶ - ۷ سال

جماعت کے تمام لڑکے ایک بڑے دائرے کے محیط پر کھڑے کر دئیے جائیں ۔ ہر ایک لڑکے کے پاس ایک کارڈ ہو گا ۔ جس پر کوئی حرف لکھا ہو گا مدرس دائرے کے مرکز میں کھڑا ہو گا ۔ اُس کے ہاتھ میں ایک چھڑی ہو گی مدرّس کوئی سا حرف پکارے گا ۔ اور حرف کا نام لے کر چھڑی کو آہستہ سے چھوڑ دے گا ۔ جس لڑکے کے پاس اس حرف کا کارڈ ہو گا ۔ وُہ دَوڑ کر چھڑی کو گرنے سے پہلے پکڑ لیگا ۔ اگر نہ پکڑ سکے تو وہ ہار جائے گا ۔

(۲) الفاظ بنانا

مقصد ـــــ بچے حروف اور الفاظ پہچان سکیں		عمر ـــــ ۶-۷ سال

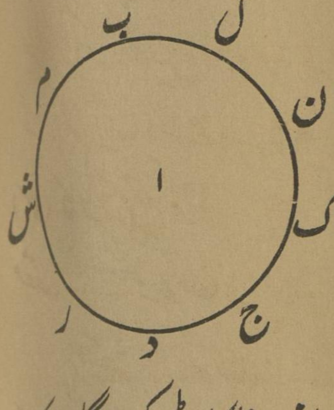

ایک دائرے کے محیط پر لڑکے کھڑے کر دئے جائیں۔ ہر ایک لڑکے کے پاس ایک کارڈ ہوگا۔ جس پر ایک مفرد حرف لکھا ہوگا۔ مرکز میں ایک لڑکا کھڑا ہوگا اُس کے پاس ا ہوگا مرکز والا لڑکا محیط والے کسی لڑکے کے سامنے اپنا کارڈ کرے گا۔ اور وہ اپنے حرف کے ساتھ مرکز کا حرف ملا کر پڑھیگا۔ (مثلاً م-ا-ما) اسی طرح کھیل جاری رہے گا۔ مرکز پر ا کی بجائے وَ۔ یَ یا اور موزوں حروف رکھے جا سکتے ہیں۔

(۳) پڑھائی کی دوڑ

مقصد ـــــ بچے الفاظ پہچان سکیں		عمر ـــــ ۶-۷ سال

بچوں کو ایک دائرے میں کھڑا کرلو۔ اور ہر ایک کے سامنے پڑھے ہوئے الفاظ کے کارڈ ایک ایک اُلٹا کر کے رکھدو۔ بچے پہلی سیٹی کی آواز

پر دائرے میں دوڑیں۔ دوسری سیٹی پر ٹھہر جائیں۔ تیسری سیٹی پر اپنے اپنے آگے پڑے ہوئے کارڈ اٹھا کر باری باری بلند آواز سے پڑھیں اور پھر الٹا کر رکھدیں۔ یہ سلسلہ جاری رہے۔ حتےکہ ہر ایک لڑکا تمام الفاظ کم از کم ایک دفعہ ضرور پڑھ لے۔

(۴) کارڈ جمع کرنا

مقصد —— بچے الفاظ پہچان سکیں عمر —— ۶-۷ سال

پڑھے ہوئے الفاظ کے کارڈ کمرے میں اِدھر اُدھر رکھدئے جائیں۔ ایک لڑکا جائے۔ اور کمرے میں گھوم کر جو نسے الفاظ وہ پڑھ سکتا ہے۔ اٹھا لائے۔ اور جماعت کے سامنے کھڑا ہو کر بلند آواز سے پڑھکر سنائے۔ اور پھر وہیں لے جاکر رکھدے۔ اسی طرح دوسرا لڑکا اٹھائے۔ جو لڑکا سب سے زیادہ کارڈ اٹھائے گا۔ وہی جیتے گا۔

(۵) ٹھیکری چالا

مقصد —— بچے حروف۔ الفاظ یا جملے پڑھ سکیں عمر —— ۶ تا ۸ سال

زمین پر خانے بنا کر ہر ایک خانے میں ایک حرف۔ یا لفظ یا جملے والا کارڈ رکھ دیا جاتا ہے۔ جماعت کے دو گروپ بنا کر انکو دو قطاروں میں کھڑا

آج
دِن
رب
اس
دو
آم

کر دیتے ہیں - پھر ہر ایک ٹولی کا لڑکا باری باری آتا ہے۔ ایک ٹولی کا لڑکا خانوں میں ٹھیکری پھینکتا ہے - جس حرف - یا لفظ یا جملے پر ٹھیکری پڑے - دوسری ٹولی کا لڑکا اُسے پڑھتا ہے- پڑھ لے تو ایک نمبر دیا جاتا ہے - نہ پڑھ سکے تو ٹھیکری پھینکنے والا لڑکا پڑھتا ہے- اور ایک نمبر لیتا ہے- جس ٹولی کے نمبر زیادہ ہوں- وُہ جیت جاتی ہے-

(۶) بولتا کاغذ

مقصد — طلبہ الفاظ کی شناخت کر سکیں   عمر — ۶-۷ سال

پڑھے ہُوئے الفاظ کے کارڈ زمین پر اُلٹے رکھ دیتے ہیں -بچے باری باری آتے ہیں - اور کارڈ اُٹھا کر پڑھتے ہیں - لڑکا ایک کارڈ کو اُٹھاتا ہے -مُنہ میں پڑھتا ہے - پھر کان سے لگاتا ہے - اور زور سے پڑھ دیتا ہے- اگر بھول جائے -تو باقی لڑکے بہرا بہرا کہتے ہیں -

(۷) الفاظ چھوت

مقصد — الفاظ کی شناخت　　　عمر — ۶-۷ سال

جن الفاظ کی مشق کرانا مقصود ہو۔ اُن کے دو دو کارڈ بنوائے جائیں۔ لڑکوں کو دو قطاروں میں کھڑا کر دیا جائے۔ قطاروں کے درمیان دس گز کا فاصلہ ہو۔ ہر ایک لڑکے کے پاس ایک ایک کارڈ ہو گا۔

کارڈوں کا ایک سیٹ ایک لائن میں تقسیم کیا جائے۔ اور دوسرا دوسری لائن میں۔

ایک لڑکا چھوتی بن جائے۔ اور وہ دونوں قطاروں کے عین درمیان میں کھڑا ہو۔ وہ کسی لفظ کا نام بلند آواز سے پکارے۔ جن دو لڑکوں کے پاس وہ لفظ ہو گا۔ وہ دوڑ کر آپس میں جگہ بدلیں گے۔ چھوتی اُنہیں پکڑنے کی کوشش کرے گا۔ اگر کوئی لڑکا پکڑا جائے گا۔ تو اُسے چھوتی بنا دیا جائے گا۔ اور چھوتی اُس کی جگہ لے لیگا۔ اور کھیل اِسی طرح جاری رہے گا۔

(۸) سیڑھی پر چڑھنا

مقصد — بچے سوچ سمجھ کر پڑھنے کے عادی ہو جائیں   عمر — ۶ تا ۸ سال

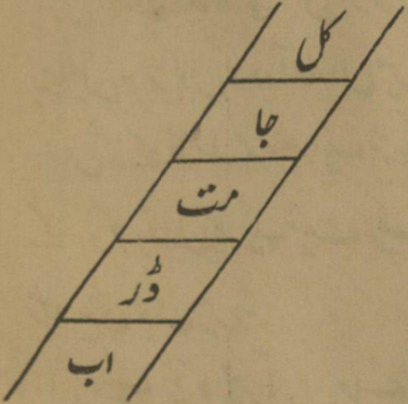

تختہ سیاہ پر شکل کے مطابق ایک بڑی سیڑھی بنالیں۔ اُسکے خانوں میں وہ لفظ لکھ لیں جن کی مشق مطلوب ہے۔ باری باری ایک ایک لڑکا آئے۔ اور سیڑھی پر چڑھتا جائے۔ اور بلند آواز سے لفظوں کا نام پکارتا جائے۔ سیڑھی پر چڑھتے وقت ٹانگیں اور بازو ہلائے۔ پھر جس طرح اُوپر چڑھا تھا۔ اُسی طرح نیچے اُتر آئے۔ یعنی اُلٹا پڑھتا آئے۔ جو لڑکا کوئی لفظ نہ پڑھ سکیگا۔ وُہ سیڑھی کے اُس ڈنڈے سے گر پڑے گا ؞

(۹) شاہ شٹاپو

مقصد — بچے سوچ سمجھ کر پڑھنے کے عادی ہو جائیں   عمر — ۶ تا ۸ سال

شکل کے مطابق زمین پر چُونے سے نشان لگائے جائیں۔ باری

باری ہر ایک لڑکا آئے ۔ اور ایک ٹانگ پر کودتا ہوُا ہر ایک خانے کا لفظ پڑھتا جائے۔ اگر وہ دُوسرا پاؤں لگا دے۔ تو ہار گیا۔ درمیانی خانے میں ٹھہرا جا سکتا ہے۔

مقابلے کے لئے دو شکلیں بنائی جائیں۔ اور جماعت کے دو گروپ کھڑے کئے جائیں۔ کھیل بیک وقت شروع کیا جائے۔ جو گروپ اپنا کام پہلے ختم کرے گا۔ وہ جیت جائے گا۔

(10) دریا عبور کرنا

مقصد — بچے سوچ سمجھ کر پڑھنے کے عادی ہو جائیں   عمر — ۵-۷ سال

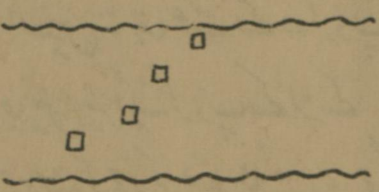

چونے سے دریا کے دونوں کنارے بنائے جائیں۔ پھر اس کے عرض میں الفاظ کے کارڈ رکھ دئے جائیں۔ لڑکا ان کے ساتھ ساتھ ایڑیاں اُٹھاتا۔ پنجے لگاتا۔ اور اپنے وزن کو سنبھالتا ہوُا چلے گا۔ اور ان الفاظ کو بلند آواز سے پڑھتا جائے گا۔ جو لڑکا تمام الفاظ صحیح صحیح پڑھ دے گا۔ سمجھا

جائیگا۔ کہ اُس نے سلامتی سے دریا عبور کرلیا۔

(۱۱) تاش کا کھیل

مقصد — حروف کی شناخت عمر — ۶ سال

لڑکے دائرے میں بیٹھے ہوں گے۔ ہر ایک لڑکے کے پاس حروف کا سیٹ ہو گا۔ ایک لڑکا ایک کارڈ پھینکیگا۔ اور ساتھ ہی حرف کا نام پکارے گا۔ دوسرے لڑکے اُسی حرف کے کارڈ پھینکیں گے۔

(۱۲) لفظ بنانا

مقصد — حروف و الفاظ کی شناخت عمر — ۶-۷ سال

تختہ سیاہ پر خانوں میں مختلف حروف لکھدیں۔ جماعت کے دو گروپ بنا دئیے جائیں ہر ایک گروپ کے لڑکے باری باری حروف کو جوڑ کر لفظ بنائیں۔ جو گروپ زیادہ لفظ بنا لیگا۔ وہ جیت جائیگا۔ (خانوں میں حروفِ علّت ضرور لکھے جائیں)

و	ر	د
م	ا	س
ی	ج	ک

(۱۳) الفاظ چُننا

مقصد — الفاظ کی شناخت عمر — ۶-۷ سال

پڑھے ہُوئے الفاظ کے کارڈوں کا میز پر یا فرش پر ڈھیر لگا دو۔ ہر ایک لڑکے کو ایک ایک حرف بتا دو۔ ہر ایک لڑکا اپنے حرف سے شروع ہونے والے تمام لفظ چُن لے۔ وقت مقرر کر دیا جائے۔ جن لڑکوں کے حروف والے کارڈ ڈھیر میں باقی رہ جائیں۔ وہ ہار گئے۔

(۱۴) چٹھی رسان

مقصد — بچے چیزوں کے نام پہچان سکیں عمر — ۷-۸ سال

موٹے کاغذ یا گتے کے کارڈوں پہ بچوں کے نام لکھدئے جائیں۔ اور تمام کارڈ ایک تھیلے میں ڈال دئے جائیں۔ ایک لڑکے کو وہ تھیلا دے کر کہا جائے۔ کہ وہ ڈاک تقسیم کر دے۔ وہ ایک کارڈ نکال کر بلند آواز سے نام پڑھیگا۔ اور اس نام کے لڑکے کو دیدیگا۔ باری باری سب بچے ڈاک تقسیم کریں۔ وقت کا اندازہ رکھا جائے۔ جو لڑکا سب سے جلدی ڈاک تقسیم کرے۔ وہ جیت گیا۔

کمرے کی چیزوں کے نام لکھ کر بھی یہ کھیل کھیلا جا سکتا ہے۔

(۱۵) نام جڑنا

مقصد — بچے جسم کے حصوں کے نام پڑھ سکیں عمر — ۷-۸ سال

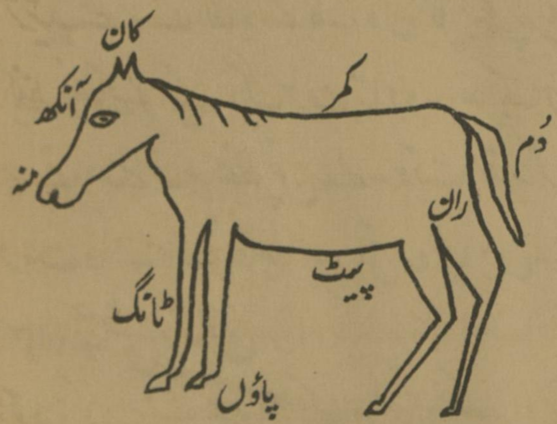

زمین پر۔ کاغذ پر۔ یا تختہ سیاہ پر کسی جانور کی بڑی سی تصویر بنا لیں۔ طلبہ اس کے گرد بیٹھ جائیں۔ اُستاد کے پاس گتے کے کارڈ ہوں۔ جن پر جسم کے مختلف حصوں کے نام لکھے ہوئے ہوں۔ باری باری سے ہر ایک لڑکے کو وہ گتے دئے جائیں۔ کہ جسم کے مختلف حصوں پر اُن کے نام کے گتے رکھدے۔

اِسی طرح کمرے کی چیزوں کے نام گتوں پر لکھکر بچوں سے کہیں کہ جس چیز کا نام ہے۔ اُس کے اُوپر رکھ آؤ۔

(۱۶) آنکھ مچولی

مقصد — بچے صحیح فقرات کا تصور کر سکیں — عمر — ۷-۸ سال

اُستاد تختہ سیاہ پر کسی پڑھی ہوئی کہانی کے چند فقروں کے الفاظ

ترتیب سے رکھدے۔ سب بچے آنکھیں بند کرلیں۔ اُستاد کوئی سا ایک لفظ اُٹھالے۔ بچے آنکھیں کھول لیں۔ اَور بتائیں۔ کہ کونسا لفظ نہیں ہے باری باری سب سے پوچھا جائے۔

(۱۷) خاموش مطالعہ

جماعت کو تختہ سیاہ کے سامنے نصف دائرے میں کھڑا کر لو۔ اَور بچوں کو ہدایت کر دو۔ کہ مَیں جو کچھ تختہ سیاہ پر لکھوں۔ اُسے خاموشی سے پڑھو۔ اَور جیسے حکم دُوں۔ وہ اُس کی تعمیل کرے۔ پھر تختہ سیاہ پر ایک حکم لکھو۔ جب تمام بچے پڑھ لیں۔ تو انگلی کے اشارے سے ایک سے تعمیل کراؤ۔ اَور پھر دوسرا حکم لکھو۔ مثلاً بیٹھ جاؤ۔ سلام کرو۔ تالی بجاؤ باہر جاؤ وغیرہ ÷

(۱۸) راجہ اَور وزیر

مقصد۔۔۔ بچے مکمل فقرات پڑھ سکیں عمر ۔۔۔ ۷۔۸ سال

جماعت کے دو گروپ بنائے جائیں۔ ہر ایک گروپ کا ایک لیڈر ہو۔ دونوں گروپ برابر قطاروں میں کھڑے ہوں۔ ان سے دس بارہ گز کے فاصلے پر لفظوں یا فقروں والے کارڈ زمین پر علیٰحدہ علیٰحدہ

فقرات والے کارڈ

پڑے ہوں۔ مدرس کے پاس اِن الفاظ یا فقرات کی فہرست ہو گی۔ یا وُہ فقرات والی لائن کے پاس کھڑا ہو گا۔ اب مدرس کسی ایک فقرے یا لفظ کا نام لیگا۔ دونو گروپوں کا پہلا لڑکا دوڑیگا۔ اور دونوں میں سے جو لڑکا کارڈ پہلے تلاش کر

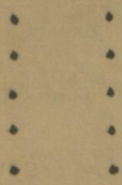

لے گا۔ وہ اُٹھا کر واپس آ جائے گا۔ اور اپنی قطار کے اخیر میں جا کر بیٹھ جائے گا۔ دوسرا لڑکا خالی ہاتھ آ کر اپنی قطار کے پیچھے کھڑا ہو جائے گا۔ اب مدرس کسی اور لفظ کا نام لے گا۔ اور دُوسرے لڑکے دوڑیں گے۔ جس قطار کے زیادہ لڑکے بیٹھ جائیں گے۔ وُہ جیت جائیگی۔

(۱۹) مشاعرہ

مقصد — بچوں کا ذخیرۂ الفاظ بڑھانا   عمر — ۷ تا ۹ سال

(۱) پہلے درجے میں بچوں کو ایسے الفاظ یاد کرائے جائیں۔ جن کا پہلا حرف سب کا ایک ہی ہو۔ مثلاً م کے الفاظ۔ مُولی۔ مکھی۔ منشی موٹر۔ مور وغیرہ۔ جماعت کے دو گروپ بنا دئیے جائیں۔ ایک گروپ میں سے کوئی لڑکا ایک لفظ کہے۔ دوسرے گروپ کا لڑکا اسی حرف کا

دُوسرا لفظ کہے۔ اِسی طرح کھیل جاری رہے گا۔ آخر میں جب گروپ کے لڑکے کوئی اَور لفظ نہ بتا سکیں۔ وہ ہار گیا۔

(ب) دوسرے درجے میں ایک گروپ کا لڑکا کوئی سا لفظ کہے دوسرے گروپ کا لڑکا اُس کے مقابلے میں ایسا لفظ کہے۔ جس کا پہلا حرف وہی ہو۔ جو پہلے لڑکے کے لفظ کا آخری حرف تھا۔ مثلاً پہلا لڑکا کہے مشین۔ دوسرا لڑکا کہے نمک۔ پھر پہلے گروپ کا لڑکا کہے کُتّا۔ دوسرے گروپ کا لڑکا کہے انار۔ علیٰ ہٰذا القیاس ؁

(۲۰) سچ جھُوٹ

مقصد — بچے سوچ سمجھ کر پڑھ سکیں عمر — ۷-۸ سال

مدرس تختہ سیاہ پر چند غلط اَور صحیح فقرات لکھے۔ جو طلبہ کے پڑھے ہُوئے الفاظ سے مرکّب ہوں۔ پھر ایک طالب علم اِن فقرات کو بلند آواز سے باری باری پڑھے۔ اَور باقی لڑکے سچ یا جھوٹ کوئی سا جواب دیں۔

(۱) یہ بھینس لال ہے — جھُوٹ

(۲) اکبر گھاس کھاتا ہے — جھُوٹ

(۳) شام روٹی کھاتا ہے ۔۔۔۔۔ سچ

(۴) گائے انڈا دیتی ہے ۔۔۔۔۔ جھوٹ

(۲۱) فقرے بازی

مقصد ــــ بچے اظہارِ خیال کے عادی ہو جائیں ۔۔۔۔۔ عمر ــــ ۸ تا ۱۰ سال

جماعت کو دو گروپوں میں تقسیم کر دیا جائے۔ کوئی ایک چیز طلبہ کے سامنے پیش کی جائے۔ ایک گروپ کا لڑکا اس چیز کے متعلق ایک فقرہ بنائے۔ پھر دوسرے گروپ کا لڑکا اسی چیز کے متعلق ایک اَور فقرہ بنائے اسی طرح دونو گروپ باری باری فقرے بناتے جائیں۔ جو گروپ فقرے بنانے سے عاجز رہ جائے۔ وہ ہار گیا ؞

(۲۲) پہیلیوں کا مقابلہ

مقصد ــــ بچے دماغ سے کام لے سکیں ۔۔۔۔۔ عمر ــــ ۸ تا ۱۰ سال

جماعت کو دو گروپوں میں تقسیم کر دیا جاتا ہے۔ ایک گروپ کا لڑکا کوئی پہیلی کہتا ہے۔ اَور دوسرے گروپ کے سب لڑکے اُسے بُوجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اگر صحیح جواب دیدیں۔ تو پھر اس گروپ کا لڑکا پہیلی کہتا ہے ؞

(۲۳) چور پکڑنا

مقصد —— بچے مکمل فقرات پڑھ سکیں۔ عمر —— ۷ تا ۹ سال

فقرات کو کاغذ یا گتے کی وصلیوں پر لکھکر زمین پر رکھدیا جائے۔ اور ایک لڑکے کو کھوجی بناکر کمرے سے باہر ٹھہرایا جائے۔ اور باقی جماعت کو کوئی فقرہ پڑھاکر اُسے دوسرے فقروں میں ملا دیا جائے۔ پھر کھوجی کو اندر بلاکر کہا جائے۔ کہ وہ فقرہ تلاش کرے۔ وہ باری باری ہر ایک فقرے کو پڑھیگا۔ اور طلبہ سے پوچھیگا۔ یہی چور ہے۔ جماعت اس کا جواب ہاں یا نہیں میں دیگی۔ اِسی طرح کھوجی تمام فقرے پڑھتا جائیگا۔ جب چور فقرہ پڑھیگا۔ تو سب پکار اُٹھینگے کہ یہی ہمارا چور ہے۔ پھر کسی اَور لڑکے کو کھوجی بنایا جائے گا۔ اور وُہ کوئی اَور فقرہ تلاش کرے گا۔

(۲۴) کتاب میں سے جواب تلاش کرنا

مقصد —— بچے سوچ سمجھ کر پڑھ سکیں عمر —— ۸ تا ۱۰ سال

پڑھے ہوئے سبق میں سے چند سوال بورڈ پر لکھدئے جائیں۔ اِشارہ پانے پر تمام لڑکے کتابیں کھول لیں۔ اور خاموشی سے پڑھکر سوالوں کے جواب تلاش کریں۔ اور اگر ضرورت ہو تو لکھدیں۔

(۲۵) کہانی بنانا

مقصد — بچے فقرات میں الفاظ کی ترتیب سمجھ لیں — عمر — ۷ تا ۹ سال

ایک کہانی کے تمام الفاظ کے کارڈ بنا لئے جائیں۔ ایک ایک کارڈ ہر ایک لڑکے کو دیکر اُن کو قطار میں کھڑا کر دیا جائے۔ اُستاد فقرات و الفاظ کی ترتیب سے ایک ایک لفظ بولتا جائے۔ جن جن لڑکوں کے پاس وہ کارڈ ہونگے۔ وہ بلند آواز سے اِس لفظ کو پکارتے ہُوئے دوڑیں گے اور اُستاد کے سامنے قطاروں میں کھڑے ہوتے جائینگے۔ ہر ایک فِقرے کی علٰحدہ علٰحدہ لائن ہو گی۔

اب مدرس کہانی سُنیگا۔ ہر ایک لڑکا اپنے کارڈ پر لکھے ہُوئے لفظ کو بلند آواز سے پڑھیگا۔ اَور کہانی مرتّب ہو جائے گی۔

لِکھنے کے کھیل

(۱) انڈا بنانا

مقصد — بچے دائرے والے حروف کی بناوٹ سمجھ سکیں — عمر ۵-۶ سال

مدرس بچوں کو سیدھا انڈا بنانے کے لئے کہیگا۔ اَور تختۂ سیاہ پر نمونہ

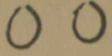

دیگا - یعنی دائیں طرف سے بنانا شروع کریں - اور قلم کو کسی جگہ
راستے میں نہ روکیں - اس میں س - ص - ق - ل - ن - ی، میں
آنے والے دائروں کی مشق ہو گی

اِس کے ساتھ ساتھ اُلٹا انڈا بنوانے کی مشق بھی کرائی جائے - اس
اِس سے اُلٹے دائرے والے حروف بنانے کی مشق ہو گی - مثلاً ج - ح - خ
غ وغیرہ

(۲) سیڑھی بنانا

مقصد — بچے حروف کی بناوٹ سمجھ سکیں   عمر — ۵-۶ سال

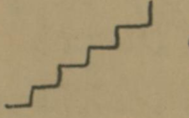

مدرس تختہ سیاہ پر سیڑھی بنا کر دکھائے - اور بچوں
سے بھی اِسی طرح سیڑھی بنانے کے لئے کہے - ایسا
کرنے سے ا - ب - ک وغیرہ کی مشق ہو گی ٭

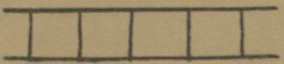

(۳) زنجیر بنانا

مقصد — بچے حروف کی بناوٹ سمجھ سکیں   عمر — ۵-۶ سال

مدرس تختہ سیاہ پر زنجیر بنائے - بچے بھی تختیوں پر اسی قسم کی زنجیر
بنائیں - اس سے ص - ض - ط - ظ کی بناوٹ آ جائے گی ٭

(۴) چاند بنانا

مقصد — بچے حروف کی بناوٹ سمجھ جائیں　　　　عمر — ۵-۶ سال

پہلی تاریخ کا چاند تختہ سیاہ پر بنا کر دکھایا جائے۔ پھر بچوں سے بنوایا جائے۔ اِس سے　　ســـسـسـسـس

س ش کے دندانوں کی مشق ہو گی۔

آری بنانے سے بھی یہی مشق ہو گی ؛　　ســسـسـس

(۵) ہاکی بنانا

مقصد — بچے حروف کی بناوٹ سمجھ جائیں　　　　عمر — ۵-۶ سال

بچوں کو ہاکی دکھائی جائے گی۔ یا اسی شکل کی کوئی اَور لکڑی دکھائی جائے اَور بچوں سے کہا جائے کہ وہ سیدھی اَور اُلٹی ہاکی بنائیں

اِس کھیل کے ذریعے ل اَور م کے جزو کی مشق ہو جائیگی ؛

(۶) لفظ پہچاننا

مقصد — بچے الفاظ دیکھکر لکھ سکیں　　　　عمر — ۶-۷ سال

تختہ سیاہ پر کسی عبارت کا ٹکڑا یا چند فقرے لکھ دئے جائیں۔ اَور طلبہ سے کہیں۔ کہ اس میں سے چار یا پانچ ایسے لفظ ڈھونڈ کر لکھو۔ جو م سے شروع

ہوتے ہیں۔ پھر دیکھا جائے۔ کہ کون صحیح لکھتا ہے۔ کتاب کی چند سطریں۔ پیراگراف یا صفحہ بھی مقرر کیا جا سکتا ہے۔ اور حرف بدلے جا سکتے ہیں

(۷) حاضری لگانا

مقصد — بچے نام لکھنا سیکھ لیں عمر — ۶-۷ سال

جب بچے مدرسے میں باقاعدہ حاضر آنے لگیں۔ تو انہیں اپنا اپنا نام لکھنا بھی سکھایا جائے۔ جب سب بچے نام لکھنا سیکھ لیں۔ تو تختہ سیاہ پر خانے کھینچ کر اوپر ایک۔ دو۔ تین نمبر لکھدئے جائیں۔ بچوں سے کہا جائے۔ کہ جو سب سے پہلے سکول آئے۔ وہ خانہ نمبر ۱ میں چاک سے اپنا نام لکھدے جو اس کے بعد آئے وہ خانہ نمبر ۲ میں۔ ہر روز اسی طرح مشق کرائی جائے +

(۸) چیزوں کے نام لکھنا

مقصد — بچے اپنے اردگرد کی چیزوں کے نام لکھ سکیں عمر — ۶-۷ سال

دو لڑکے بورڈ پر الگ الگ کھڑے کر دئے جائیں۔ جب استاد ایک۔ دو تین کہے۔ لڑکے جلدی جلدی اپنے اردگرد کی چیزوں کے نام لکھیں۔ وقت مقرر کر لیا جائے۔ دو گروپ بنا کر یہ کھیل کھلایا جا سکتا ہے +

کتاب خانہ مسعود جھنڈیر
میلسی (پاکستان)
نمبر شمار ....
کتاب نمبر ....

تمکینی صاحب کی تازہ ترین تصنیف

نظم و نسقِ مدرسہ

برائے افادہ مدرسین و طلبائے نارمل سکولز

جس میں نظم و نسق اور ضبط مدرسہ سے متعلق جملہ امور
کے علاوہ مشاغل ماسوائے نصاب اور چند نہایت اہم
مسائل خصوصی پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔

حجم ۱۶۸ صفحے۔ [redacted]

شیخ محمد اشرف تاجر کتب کشمیری بازار لاہور